

سلف صالحین کی سیرت جاننے کا فائدہ

قال حمدون القصار: من نظر فی سیر السلف عرف تقصیرہ
وتخلفہ عن درك درجات الرجال . (الرسالة القشیریہ، ص: ۲۰)
”حمدون کہتے ہیں: جس نے سلف صالحین کی سیرت کا جائزہ لیا اس نے آدمیوں (سلف
صالحین) کے درجات کو پانے سے اپنے پیچھے رہنے اور اپنی کوتاہی کو جان لیا۔“

اسلام دین صداقت ہے

﴿وَأَنْ أَلُؤَا الْقُرْآنَ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ﴾ [القصص: ۹۲]

”اور یہ (حکم دیا گیا ہوں) کہ قرآن پڑھ کر سنا دوں۔ پھر جس نے ہدایت پائی تو وہ اپنے ہی نفس کے لیے ہدایت پاتا ہے اور جو کوئی گمراہ ہوا تو کہہ دے کہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔“

ان آیات میں یہ بتلایا ہے کہ ان حقائق کی وضاحت کے بعد بھی اگر تم لوگوں کو توفیق سعادت نصیب نہ ہو تو میں اس بات کا ذمہ دار نہیں۔ میں تمہارے اعتقادات اور خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا میں تو مجبور ہوں کہ رب کعبہ کی عبادت کروں جس نے کعبہ کو حرمت بخشی اور اس کو ساری کائنات کے لیے مرکز بنایا۔ میں مجبور ہوں کہ صرف اسلام کو حق و صداقت سے تعبیر کروں کیونکہ یہی ایک مسلک ہے جو انسانیت کے لیے مفید ہے جو دل کی تاریکیوں کو دور کر سکتا ہے اور جس کی وجہ سے انسانی روح کو سکون اور اطمینان کی نعمتیں میسر آ سکتی ہیں۔

میں ضرور تمہیں قرآن پڑھ کر سناؤں گا اور اسی کی روشنی میں ظلمتوں کو نور سے تبدیل کر دوں گا مجھ سے تم یہ توقع نہ رکھو کہ میں تمہیں محض انسانوں اور کہانیوں سے خوش کرنے کی کوشش کروں گا۔ یا لاطائل اور بے معنی باتیں تمہارے گوش گزار کروں گا۔ میرے پاس تو دلچسپی اور روحانی امراض کے لیے ایک ہی نسخہ کیمیا ہے اور وہ قرآن ہے۔ میں اس کو ہر مرض کے لیے استعمال کروں گا اور ان شاء اللہ ہر مرتبہ کامیاب ہوں گا۔

(محمد حنیف ندوی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَا لَهُ شَاكِرِينَ إِلَّا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ

سماریہ دست
مولانا ابوبکر صدیق السلفی

بانی
مولانا محمد عطاء اللہ عقیف

مسک اہلحدیث کا داعی و ترجمان

الاعتصام

یکے از مطبوعات دارالدعوة السلفية

23 جمادی الاولیٰ 1434 ھ جمعۃ المبارک 05 تا 11 اپریل 2013ء

شماره 14 جلد 64

مجلس ادارت

- شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
- مولانا محمد اسحاق بھٹی
- مولانا ارشاد الحق اثری
- ملک عصمت اللہ قلغوی
- حافظ حماد شاہر
- حماد الحق نعیم

مدیر مسئول

- حافظ احمد شاہر

مینجر

- محمد سلیم چنیوٹی 0333-4786507

کمپوزنگ

- رضا اللہ ساجد 0344-4656461

○ جواہر پارے	سلف صالحین کی سیرت جاننے کا فائدہ
○ کلمہ طیبہ	اسلام دین صداقت ہے
○ اداریہ	(محمد عقیف ندوی)
○ درسی قرآن	تفسیر سورہ یس..... (۶۷)
○ درسی حدیث	”کتاب الایمان“..... (۲)
○ افتاء	نماز قصر، طلاق اور حلالہ کے مسائل
○ اصلاح عقائد	”التوحید“ عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ..... (۲)
○ اصلاح معاشرہ	قلم بنی اور اس کے مضراثرات
○ دعوت فکر	قرآن مجید کی فریاد، پاکستانی قائدین اور عوام سے
○ تذکرہ علمائے اہل حدیث	شیخ الحدیث حافظ ابوالقاسم محمد بھٹوی رحمہ اللہ (۲) آخری (قاری محمد طیب بھٹوی)
○ حالات حاضرہ	وقت کم، مسائل زیادہ

خط کتابت کے لیے : ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور
 کرنٹ اکاؤنٹ نمبر : ABL 2466-4 بلال گنج پراج لاہور
 فون نمبر : 042-3735 4406
 فیکس نمبر : 042-37229802
 رجسٹرڈ نمبر : CPL : 12

فی پرچہ : 12/- روپے
 سالانہ : 500/- روپے
 بیرونی ممالک سے : 200/- ریال }
 60/- ڈالر امریکی

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

پرنٹر: پرنٹ یارڈ پرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاہر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

تلخ ثمرات

اپنے اپنے خیال، سوچ، فہم اور سمجھ کی بات ہے کہ وطن عزیز کا سب سے اہم مسئلہ کیا ہے، ہم اس وقت معاش کو سب سے اہم مسئلہ خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ عالمی سیاستدانوں کا یہی کہنا ہے کہ یہ دور ہتھیاروں کی جنگ کا نہیں بلکہ معیشت کی جنگ کا ہے۔ ہمارے حکمران قیام پاکستان کے ابتدائی دنوں میں ہی جب امریکہ کی گود میں جا بیٹھے تو ظاہر ہے معاشی پالیسیاں بھی اسی کے دیئے ہوئے خطوط پر بنی تھیں تو جناب اس وقت کے معاشی بزرگ جہروں کی پالیسیوں نے ہمیں اس راستے پر چلا دیا کہ پاکستانی عوام کی گردن عالمی سود خوروں کے شکنجے میں آنی شروع ہو گئی تھی کہ اب پاکستان میں پیدا ہونے والا ہر بچہ مقروض ہی پیدا ہو رہا ہے اور یہ شکنجہ اترنے کی بجائے دن بدن تنگ ہونے لگتا ہے بلکہ کیا جانے لگا ہے۔ جرائم کی بنیاد عموماً یہی مسئلہ ہوتا ہے۔ توانائی کے بحران کے ڈانڈے بھی اسی سے جاتے ہیں، بے روزگاری کا بنیادی سبب بھی اسی کو کہا جاسکتا ہے۔ امن وامان اسی کے باعث ٹپٹ ہونے لگتا ہے۔ لیکن ہمارے سیاستدان بی جہوریت کو گھیرے میں لیے ہوئے ہیں کہ کہیں یہ ان کے ہاتھوں سے نہ نکل جائے۔ حالانکہ نکلنے کا باعث عموماً محافظوں کی غفلتیں اور کوتاہیاں ہی ہوتی ہیں۔ جانے والی حکومت میں جمہوریت پانچ سال ان کے حوالے میں رہی تو سیاستدانوں کے استمتاع کے علاوہ اس نے عوام کو کیا فائدہ پہنچایا اور ان کے کون سے کام سنبھالے؟ کم از کم ہمارے علم میں نہیں۔

ن لیگ، اور پی پی پی کو پاکستان کی دو بڑی سیاسی جماعتیں کہا جاتا ہے۔ تحریک انصاف ابھی سیاست کی بالی عمر میں ہے۔ جمعیت علمائے اسلام (ف) بلاشبہ مذہبی و سیاسی جماعت کے طور پر اپنا وجود بھی رکھتی ہے اور تاریخ بھی بلکہ اس کو جمعیت علمائے ہند کا لقیہ بھی کہا جاسکتا ہے۔ کہنے کو تو ایم کیو ایم بھی خود کو قومی دھارے میں شامل اور قومی جماعت کہلوانے پر مصر ہے لیکن اس کی پالیسیاں اور رویے اب تک اس کی تصدیق یا تائید نہیں کر سکے۔ اب اس کا منشور بھی اخبارات میں آ گیا ہے جو اس کی جاگیردار مخالف ذہنیت کا اظہار ہے اور تسلیم کرنا چاہیے کہ وطن عزیز کے ترقی نہ کرنے کا اہم سبب یہی طبقہ اور یہی ذہنیت ہے کہ خود سپردگی کی صلاحیت سے جاگیردار ”مالا مال“ ہوتے ہیں۔ باقی رہی جماعت اسلامی تو وہ ایک اصلاحی جماعت ہے افرادی ذاتی زندگی میں اس کی اصلاحی خدمات سے انکار نہیں کیا جاسکتا یہی وجہ ہے کہ جماعت سالہا سال سے سیاست کی شاہراہ پر چلنے کی کوشش کر رہی ہے لیکن اس کے ارکان میں ذہنی تربیت سے اصلاح کے جو خلیے پیدا ہو چکے ہوتے ہیں وہ موجودہ سیاست کے غیر شرعی بلکہ غیر اخلاقی تقاضے پورے کرنے سے اباہ کرتے ہیں اور شاید وہ پورے نہ ہی کر سکیں حتیٰ کہ تھوڑے سے تناسب کے ساتھ جماعت کے بعد جمعیت بھی۔ باقی رہیں دیگر سیاسی جماعتیں تو ان میں کچھ علاقائی ہیں، کچھ لسانی ہیں، کچھ جمہوریت کے نام پر، کچھ اسلام کے نام پر اور کچھ فقہی مکاتب فکر یا مسلک کے نام پر وجود میں لائی جاتی ہیں۔

مذکورہ بالا سیاسی جماعتیں اپنا اپنا منشور عوام میں پیش کر چکی ہیں۔ لیکن کسی منشور میں کامینہ (برطانیہ، امریکہ وغیرہ کی کامینائیں سامنے رکھ کر) کے اختصار، ◎ اخراجات میں کفایت، ◎ سودی قرض نہ لینے کا عزم، ◎ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی محدودیت، ◎ خوراک، ادویات اور توانائی میں حکومتی تعاون..... سبسڈی..... بچوں کو وظائف، ◎ ناداروں و بے روزگاروں کی کفالت کا عندیہ دیا ہے اور نہ ہی ”مستحقین“ سے معاف شدہ قرضوں کی وصولی کا عزم حتیٰ کہ حکمرانوں کی عوام کو جواب دہی کا تذکرہ بھی نہیں۔ اور نہ ہی خدام قوم..... سینٹ، صوبائی و قومی اسمبلی

کے اراکین..... سے جملہ سہولتوں (استحقاق سمیت) واپس لے کر نقد اعزازیوں کا ذکر..... کہ نقد ادائیگیوں اور خریداری ان کے بے رحم رویوں کو کچھ کہ لگ سکے..... کم از کم ہماری نظروں سے نہیں گزرا۔ ہر جماعت نے اپنے منشور میں زیادہ سے زیادہ عوام کو با اختیار..... باروزگار نہیں..... بنانے اور ملک کو خوشحال بنانے کی لاف زنی کی ہے۔ عملی زندگی میں خوشحالی کی پہلی سیڑھی تو کفایت ہوتی ہے۔ زیادہ اخراجات کرنے کو کم از کم ہم تو خوش حالی نہیں کہہ سکتے یہ تو تباہی کی طرف سفر ہوتا ہے..... قومی طور پر ہم جس پہ رواں دواں ہیں..... اسی طرح قرض اتار کر آئندہ قرض نہ لینے کے عملی اقدامات کا ذکر بھی ہم نے کہیں نہیں پڑھا۔ میاں صاحبان کے دور حکومت میں قرض اتارو ملک سنوارو کا ایک نعرہ اٹھا تھا اور عوام بلکہ غریب عوام نے اس امر خیر کے لیے نسبتاً زیادہ اپنے اثاثے پیش بھی کیے تھے لیکن اس کا انجام؟ قرض اتارنا بھی بے شک ایک مہم ہوتی ہے لیکن اصل کام تو آئندہ قرض نہ لینے کی پالیسیاں ہوتی ہیں۔ نوزائیدہ اور ترقی پذیر ممالک کو ترقی کے نام پر قرضے دینا تو یہودیوں کی عالمی پالیسی کا حصہ اور ان پر گرفت مضبوط رکھنے کا حربہ ہوتا ہے۔ کسی بھی سیاسی جماعت کا اب تک کوئی ایسا سیاستدارن یا معاشی ماہر ہمارے علم میں نہیں آیا جو وطن عزیز کی قرض نہ لینے کی پالیسیوں کی طرف راہنمائی کرے یا اپنے ہی وسائل پر انحصار کر کے ہماری معیشت کو ترقی کی طرف رواں دواں کر دے۔ باقی رہا نظریاتی مملکت..... پاکستان جس کا نظریہ اسلام بیان کیا جاتا ہے..... میں اسلام کا عملی نفاذ تو وہ ع ”ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے“ والا معاملہ یعنی خواب و خیال ہی ہو رہا ہو چکا ہے اور مستقبل میں بھی اس کی طرف واپسی کے دور دور تک امکانات نہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کُن کہہ دے اور وہ ہو جائے اور یاد رہے کُن بھی وہ تب ہی فرماتا ہے جب ہمارے دل و دماغ کے کسی گوشے میں اس کی کوئی طلب، تڑپ یا کم از کم خواہش ہی ہو۔ کیا ہمارے کسی حاکم، لیڈر یا سیاستدان کے دل میں ایسی کوئی خواہش بلکہ اس کی کوئی رمت بھی ہے؟ کاش کہ ہمارے دینی حلقے یا علمائے دین اسلامی نظام حکومت کے ابلاغ و اظہار کی ذمہ داری نبھاتے اور خود کو بہ طور نمونہ پیش کرتے۔

شکست روس کے بعد خریطہ عالم میں ہونے والی تبدیلیاں دین سے دوری، اہل دین کی بے احترامی، اعمالِ حسنہ کی بے وقعتی اور واحد سپر پاور ہونے کے زعمِ باطل میں مبتلا ہونے والے طاغوت کی پالیسیوں کی تلخ ثمرات ہیں۔ اگرچہ قادر و قدیر رب نے اپنا رنگ قدرت ایسا دکھایا کہ طاغوت کو اب افغانستان سے اعتراف شکست کرتے ہوئے دم دبا کے بھاگتے ہی بنی۔ جتنی دیر وہ افغانستان میں رکا رہا وہ مسلمانوں کے میر جعفروں و میر صادقوں ہی کی طفیل رکا رہا۔ اس کے مسلم دشمن کارندے کچھ انجام کو پہنچ چکے اور کچھ پہنچ رہے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے رسی درا کر رکھی ہے۔ یہ بھی اس کے نیو ورلڈ آرڈر کا حصہ ہی ہے کہ اس نے پاکستانی عوام کو ترقی کے نام پر..... اخراجات میں غیر معمولی اضافوں کے ساتھ..... آسائشوں کا عادی بنا دیا، تفریح کے نام پر فحش و بے حیائی کا فروغ، دنیا کو گلوبل ویلج..... ایک گاؤں..... بنادینے کے شوق میں ٹی وی چینلوں کی بہتات اور ان کے ذریعے دنیا بھر کی خباثتوں کا نشور..... ”پھیلاؤ“..... زندگی کو تیز رفتار کرنے کے لیے موبائل فون کی ایسی ترویج کی کہ اب ہر گھر نہیں گھر کا ہر فرد اس کو ضرورت جاننے لگا ہے۔ موبائل فون کی طفیل خاندان کی تباہی، اخلاق کی پستی اور معاشرت کی اتھل پتھل اس پر متراود جس کا سبب ہم سب کی مجرمانہ غفلت ہے جو نہ جانے ہمیں کہاں تک لے جائے گی۔ فاسٹ فوڈ کی یلغار، موبائل فونز کی بھرمار اور مختلف قسم کی سی ڈیز، خصوصاً بھارتی فلموں، ڈراموں اور گانوں کے علاوہ مغرب کی اخلاق سوز فلموں کے کاروبار نے ہماری معیشت کو جس تباہی سے دوچار کر دیا ہے غیر ملکی ذرائع ابلاغ کی مرعوبیت ہمیں اس پر سوچنے کی مہلت ہی نہیں دیتی۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ دینی فکر اور ثقافتی روایات کو بھی پس ماندگی کی علامت جاننے کا وقت قریب آ رہا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

﴿رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَبْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا﴾

تفسیر سورہ یس

مولانا ارشاد الحق اثری

کھڑے ہوں گے۔ ہمیں ان کے خلقِ اوّل کی تفصیل کا بھی علم ہے اور خلقِ ثانی کا بھی پوری طرح علم ہے۔ جب قادرِ مطلق ہے اور کامل علم والا ہے تو اس کے لیے دوبارہ زندہ کرنا کیونکر مشکل ہو سکتا ہے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی نے موت کے قریب اپنی اولاد کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو بہت سی لکڑیاں جمع کر کے آگ لگا دینا اور مجھے بھی اس آگ میں جلا دینا تا آنکہ آگ میں گوشت پوست جل جائے تو ہڈیوں میں سے جو باقی بچے ان کو باریک کر کے آدھی راکھ دریا میں بہا دینا اور باقی تیز ہوا چلے تو اس میں اڑا دینا۔ چنانچہ اولاد نے اسی طرح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا تم میں اس کے جو اجزاء ہیں انھیں جمع کر دو اور ہوا کو حکم دیا کہ تمہارے اندر جو اجزاء ہیں انھیں جمع کر دو۔ انھوں نے حکم کی تعمیل کی، جب سب اجزاء جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا: ”کس“ اٹھو، تو وہ جیتا جاگتا انسان بن کر کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا تم نے یہ حکم اپنے بارے میں کیوں دیا تھا؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ آپ سے ڈرتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس ڈرنے کی وجہ سے معاف کر دیا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۳۴۷۸، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۷۵۷)

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ روایت حضرت حذیفہ سے بھی بیان کی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ کے ایک بندے کا ذکر ہوا ہے جو ایک ایسی بستی کے پاس سے گزرا جو ویران ہو چکی تھی۔ اس نے کہا کہ مرنے کے بعد اللہ انھیں کیسے زندہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال تک موت دے دی، پھر اسے زندہ کیا اور اس سے پوچھا کتنی دیر مرے رہے ہو؟ عرض کیا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ فرمایا بلکہ تو سو سال تک

﴿وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ﴾ اور وہ ہر طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے۔ اسے خوب معلوم ہے گے کس طرح پیدا کرنا ہے اور کس چیز سے پیدا کرنا ہے۔ ”خلق“ کے معنی پیدا کرنا، بنانا ہے اور کبھی یہ ابداع کے معنی میں بھی آتا ہے، یعنی کسی چیز کو بغیر مادہ کے اور بغیر کسی تقلید کے پیدا کرنا۔ اور کبھی یہ مخلوق کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ (مفردات) یہاں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ عموماً مترجمین حضرات نے پہلا معنی کیا ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ ہماری مخلوق کو پوری طرح جانتا ہے۔ زندوں کو بھی اور مردوں کو بھی، انسانوں کو بھی اور حیوانوں کو بھی، اور شجر و حجر کو بھی۔ وہ جانتا ہے کہ مرنے کے بعد اس کے اعضاء اور اس کی ہڈیاں کہاں کہاں پڑی ہیں۔ اسی طرف سورہ ق میں اشارہ ہے:

﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِیْظٌ﴾ [ق: ۴]

”بے شک ہم جان چکے ہیں جو کچھ زمین ان میں سے کم کرتی ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو خوب محفوظ رکھتی ہے۔“

اس میں کفار کے اسی شبہ کا جواب ہے کہ انسانوں کے اجسام جب زمین میں دفن ہو کر مٹی میں مل جاتے اور مٹی انھیں کھا جاتی ہے تو وہ دوبارہ کیوں کر زندہ ہوں گے؟ اسی کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ اگر یہ بات تمہاری عقل و فکر سے بعید ہے اور تمہاری معلومات سے باہر ہے تو کیا تم سمجھتے ہو یہ معلومات ہماری دسترس سے بھی باہر ہیں؟ ہرگز نہیں۔ انسان مٹی میں دفن ہو کر مٹی ہو جائے۔ اس کے اعضاء خواہ کتنے ہی پراگندہ ہو کر بکھر جائیں ہمیں ان کے بارے میں پورا پورا علم ہے، ہم جب چاہیں گے انھیں حکم دیں گے اور وہ جمع ہو کر دوبارہ اٹھ



فرمایا ہے کہ میرے علاوہ جن معبودوں کی پرست ہوتی ہے وہ سب بل کر مکھی پیدا نہیں کر سکتے۔ (الحج: ۷۳)

حالانکہ مکھی میں کوئی مضبوط ہڈی نہیں ہوتی تو کوئی اور انسان و حیوان کی مضبوط ہڈیاں کیونکر بنا سناور سکتا ہے؟

﴿الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا﴾ وہ جس

نے تمہارے لیے سبز درخت سے آگ پیدا کر دی۔ اس میں بھی

منکرین قیامت کے اس خیال کی تردید ہے کہ جب جسم راکھ اور مٹی

ہو جائے گا تو اس میں زندگی اور حیات نو کیسے پیدا ہو جائے گی۔ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اس قسم کا کرشمہ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سرسبز

وشاداب درخت سے آگ پیدا کر دی ہے۔ آگ اور پانی دونوں

باہم متضاد ہیں آگ پر پانی کا چلو ڈال دیا جائے تو وہ سرد ہو جاتی ہے

اور آگ پانی کو بخارات بنا کر اڑا دیتی ہے یا خشک کر دیتی ہے۔ آگ

عموماً خشک چیز کو جلاتی ہے مگر ایسے درخت بھی ہیں جن سے آگ نکلتی

ہے۔ عرب میں عفار اور مرخ نامی درخت پائے جاتے تھے جن کی

ہری بھری ٹہنیاں لے کر عرب انھیں آپس میں رگڑتے تو ان سے

آگ روشن ہو جاتی۔ جس طرح سرسبز وشاداب درخت سے ہم آگ

پیدا کرنے پر قادر ہیں اسی طرح ہڈیوں کی راکھ کے اندر زندگی پیدا

کرنے پر بھی قادر ہیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں درخت کے آغاز

اور انجام کی طرف اشارہ ہو کہ درخت کو پانی سے شادابی عطا کی آخر

میں یہ خشک ہو کر ایندھن بنا تو آگ کی نذر ہو گیا۔ ایک ہی چیز کے

آغاز اور انجام میں جب اللہ تعالیٰ متضاد صفات پیدا کر سکتا ہے تو

مرار رہا ہے۔ اپنے کھانے پینے کی اشیاء کو دیکھو وہ بگڑی نہیں اور اپنے

گدھے کو دیکھو تا کہ ہم تمہیں لوگوں کے لیے نشانی بنائیں۔ ہڈیوں

کو دیکھو ہم انھیں کیسے اکٹھا کر کے جوڑتے ہیں پھر ان پر گوشت

پہناتے ہیں پھر جب اس کے لیے گدھا زندہ ہو کر سامنے کھڑا ہو گیا تو

وہ بول اٹھا:

﴿اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [البقرة: ۲۵۹]

”میں جانتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح

قادر ہے۔“

اس لیے اللہ تعالیٰ انسان کے بکھرے اجزاء کو جمع کر کے زندہ

کرنے پر قادر ہے۔ کفار حیات بعد الممات کے کیوں قائل نہیں تھے؟

اس عقیدہ کا مقصد کیا ہے؟ اور اس کے اختیار کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

اس کی ضروری وضاحت ہم سورہ ق کی تفسیر میں ذکر کر آئے ہیں۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کامیاب مناظر وہ ہے جو

ایسی مضبوط دلیل پیش کرے جس کا انکار مخاطب سے ممکن نہ ہو۔ چنانچہ

جھگڑالو انسان کے اعتراض کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اسے وہ زندہ

کرے گا جس نے پہلی بار اسے پیدا کیا ہے۔ یہاں لفظ ”أَنْشَأَ“

استعمال ہوا ہے جس کے معنی پیدا کرنا، پرورش و پروان چڑھانا اور کسی

چیز کو ایجاد کرنا ہے۔ جس میں اشارہ ہے ہڈیوں کو بنانے والا اور

بتدریج نشوونما کرنے والا اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی ہے۔ اور وہ جھگڑالو بھی

یہ تسلیم کرتا ہے کہ انھیں اولاً وجود بخشنے والا رحم مادر سے لے کر جوانی تک

کی ساری نشوونما کرنے والا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ حضرت

ابراہیم علیہ السلام نے بھی نمرود کے سامنے یہی اسلوب اختیار کیا تھا کہ میرا

رب وہ ہے جو سورج کو مشرق سے لاتا ہے، تم اپنی ربوبیت کا اعلان

کرتے ہو تو تم اسے مغرب سے لا کر دکھاؤ تو وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار بھی اس حقیقت کو تسلیم

کرتے تھے کہ ہڈیوں کو بنانے والا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں۔

تبھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی قدرت کاملہ پر قیامت کے قائم ہونے

کی دلیل و برہان کے طور پر ذکر کیا ہے۔ سخت ہڈی تو کجا اللہ تعالیٰ نے

درخت کو اللہ تعالیٰ پیدا کرتا اور پھر اسے سرسبز و شادابی بخشتا ہے پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہی آگ جلانے کے کام آتا ہے۔ لیکن یہاں سورہ یس میں چونکہ درخت کے ساتھ ”اخضر“ کی صفت بیان ہوئی ہے اس لیے ظاہر یہی ہے کہ اس سے خاص درخت مراد ہے۔

ان آیات پر مختصراً ایک نظر مزید ڈال لیجیے کہ ان میں منکرین قیامت کو پانچ جواب دیے گئے ہیں:

۱: یہ اپنی پیدائش پر غور کریں جو ایک نطفہ سے انسان بنانے پر قادر ہے۔ اس کے لیے اس کی موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنا کوئی مشکل نہیں۔

۲: یہ اعتراض و انکار اس لیے کرتا ہے وہ اپنی پیدائش کو بھول گیا ہے۔ ”نسی خلقہ“ اگر وہ اپنی پیدائش پر غور کرتا تو ہمارے مقابلے پر نہ اترتا اور جو بات منہ پر آتی بے خوف و خطر نہ کہتا۔ اور وہ اسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوتا کہ جس طرح کوئی انسان کسی مردہ کو زندہ نہیں کر سکتا اسی طرح ہمارے بارے میں سمجھتا ہے کہ ہم بھی عاجز اور درماندہ ہیں اور ہم بھی زندہ نہیں کر سکتے۔ اگر وہ یہ یاد رکھتا کہ کوئی انسان تو کسی انسان کو پیدا نہیں کرتا۔ سب کو ہم ہی پیدا کرنے والے ہیں۔ جب پہلی بار ہم نے اسے بنایا ہے تو دوبارہ ہمارے لیے بنانا مشکل کیسے ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے یہاں بڑی لطیف بات فرمائی ہے کہ ”نسی خلقہ“ میں بڑا پیار بھرا واضح جواب ہے۔ یہ تو اسی طرح ہوا کہ آپ کسی پر احسان کریں اور وہ آپ کے کسی احسان کا اعتراف نہ کرے، تو آپ کہیں دیکھو تم میرے احسان کا انکار کرتے ہو حالانکہ میں نے تمہیں لباس لے کر دیا، میں نے تمہیں مال دیا، جس گھر میں تو رہتا ہے وہ بھی میں نے دیا۔ اس اسلوب میں اس کے لیے احسان کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ وہ میرے پیدا کرنے کے احسان کو نہ بھولتا تو میرے دوبارہ پیدا کرنے سے انکار نہ کرتا۔

۳: تیرا جواب یہ کہ جس نے پہلی بار زندہ کیا ہے وہ ساری مخلوق کو اور ہر ایک کے پیدا کرنے کو جانتا ہے، اس کے لیے دوبارہ پیدا کرنا

تو تب مشکل ہوتا جب اس میں کامل قدرت نہ ہوتی اور مخلوق کے بارے میں کامل علم نہ ہوتا۔ جب اللہ ہی نے پہلی بار پیدا کیا اور وہی ”بکل خلق علیم“ ہے تو اس کے لیے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔

۴: چوتھا جواب یہ ہے کہ جو ہستی سرسبز درخت سے آگ بھڑکا سکتی ہے اس کے لیے مرنے والوں کو قبروں سے نکالنا کیا مشکل ہے؟

۵: پانچواں جواب اسی ضمن میں یہ ہے کہ موت خشکی و بیہوشی ہے۔ جب کہ زندگی میں رطوبت و حرارت ہے۔ جب جسم پر موت طاری ہوتی ہے تو حیاتی ختم ہو جاتی کیونکہ دونوں باہم متضاد ہیں۔ منکرین اسی شبہ میں مبتلا ہیں کہ جب موت ہے تو پھر حیات کیسی؟ انھیں بتلایا گیا ہے کہ سبز درخت میں رطوبت و برودت ہوتی ہے جب اس سے آگ، جس میں حرارت اور بیہوشی ہوتی ہے، نکل سکتی ہے تو موت کے بعد زندگی، جو اس کے متضاد ہے، کا آنا بھی ناممکن نہیں ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد حماد لکھوی کو صدمہ

دارالدعوة السلفیہ کی مجلس عاملہ کے معزز رکن اور جامع مسجد المبارک اہل حدیث ریلوے روڈ لاہور کے خطیب پروفیسر ڈاکٹر محمد حماد لکھوی بن حضرت مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ گزشتہ دنوں وفات پا گئیں، ان اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ پیرانہ سالی اور نقاہت کے باعث کچھ عرصے سے شدید علیل تھیں۔ ان کی عمر تقریباً ۸۰ برس تھی۔ مرحومہ خاندان لکھوی کے چشم و چراغ مولانا معین الدین لکھوی کی بھانج تھیں۔ ان کی وفات سے لکھوی خاندان ایک بڑے صدمے سے دوچار ہوا۔ ان کا خاندان ان کی دعاؤں سے محروم ہو گیا۔ اللہ کریم مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ ادارہ الاعتصام پروفیسر ڈاکٹر محمد حماد لکھوی صاحب، ان کے علاوہ دیگر لواحقین کے غم میں شریک ہے۔ (محمد سلیم چنیوٹی)

کتاب ایمان

ترجمہ: ابو حمزہ عبدالحمید المرئی

مؤلف: ابوبکر ابن ابی شیبہ

عليه شيئا، ولا أنقص منه شيئا، فقال رسول الله ﷺ: إن صدق دخل الجنة. ((
(صححه الالباني)

”انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرنے سے روک دیئے گئے، اور خوش کرتی تھی ہم کو یہ بات کہ دیہات والوں میں سے ایک عقل مند آدمی آئے پس وہ آپ ﷺ سے سوال کرے اور ہم اس کی باتیں سنیں۔ دیہات والوں میں سے ایک آدمی آیا اس نے کہا: اے محمد ﷺ! آپ کا قصد آیا اس نے گمان کیا کہ آپ گمان کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے کہا: اس نے سچ کہا ہے۔ اس دیہاتی نے کہا: آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے، اس دیہاتی نے کہا زمین کو کس نے پیدا کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے، دیہاتی نے کہا: ان پہاڑوں کو کس نے گاڑا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے، دیہاتی نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور پہاڑوں کو گاڑا، کیا اللہ تعالیٰ نے تجھ کو رسول بنایا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔ دیہاتی نے کہا: گمان کیا ہے تیرے قصد نے کہ ہم پر دن میں پانچ نمازیں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے۔ دیہاتی نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور ان

۵۔ عن أنس قال: ((كنا قد نهينا أن نسأل رسول الله ﷺ عن شيء، وكان يعجبنا أن يسجيء الرجل من أهل البادية العاقل فيسأله ونحن نسمع، فجاءه رجل من أهل البادية، فقال: يا محمد أتي رسولك فزعم أنك تزعم أن الله أرسلك، فقال: صدق، قال: فمن خلق خلق السماء؟ قال: الله، قال: فمن خلق الأرض؟ قال: الله، قال: فمن نصب هذه الجبال؟ قال: الله، قال: فبالذي خلق السماء وخلق الأرض ونصب الجبال، الله أرسلك؟ قال: نعم، قال: زعم رسولك أن علينا خمس صلوات في يومنا، قال: صدق، قال: فبالذي خلق السماء وخلق الأرض ونصب الجبال الله أمرك بهذا؟ قال: نعم، قال: زعم رسولك أن علينا صوم شهر في سنتنا، قال: صدق، قال: فبالذي خلق السماء وخلق الأرض ونصب الجبال الله أمرك بهذا؟ قال: نعم، قال: زعم رسولك أن علينا الحج من استطاع إليه سبيلا، قال: صدق، قال: فبالذي خلق السماء وخلق الأرض ونصب الجبال الله أمرك بهذا؟ قال: نعم، فقال: والذي بعثك بالحق لا أزيد

دار نہ ہو اس کا ایمان نہیں ہے۔“

۸۔ عن ابن ہند الجملي قال: قال علي رضي الله عنه: ((الإيمان يبدأ لمظة بيضاء في القلب، كلما ازداد الإيمان، إزدادت بياضا، حتى يبيض القلب كله، وإن النفاق يبدأ لمظة سوداء في القلب فكلما إزداد النفاق ازدادت حتى يسود القلب كله، والذي نفسي بيده لو شققتم عن قلب مؤمن وجدتموه أبيض القلب، ولو شققتم عن قلب منافق وجدتموه أسود القلب.))

”علیؑ کہتے ہیں کہ ایمان دل میں سفید نقطہ کی مانند ہوتا ہے جب کبھی ایمان زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ سفید نقطہ بھی بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ دل پورا کا پورا سفید ہو جاتا ہے، اور بے شک نفاق دل میں سیاہ نقطہ سے شروع ہوتا ہے۔ جب کبھی نفاق بڑھ جاتا ہے تو وہ سیاہ نقطہ بھی بڑھ جاتا ہے، یہاں تک کہ دل پورا سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم کسی مومن کا دل دیکھو تو تم اس کا دل سفید پاؤ گے اور اگر تم کسی منافق کا دل دیکھو تو تم اس کے دل کو سیاہ پاؤ گے۔“

۹۔ قال عبد الله: ((إن الرجل ليزن الذنب فينكت في قلبه نكتة سوداء، ثم يذنّب الذنب فتنكت أخرى حتى يصير لون قلبه لون الشاة الربداء.)) (صححه الالبانی)

”عبداللہؑ کہتے ہیں بے شک ایک آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر وہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں دوسرا نقطہ لگ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل کا رنگ سیلا (سیاہ و سفید رنگ) ہو جاتا ہے۔“

پہاڑوں کو گاڑا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔ دیہاتی نے کہا: آپ کے قاصد نے گمان کیا ہے کہ ہم پر ایک سال میں ایک ماہ کے روزے فرض ہیں؟ آپ ﷺ نے کہا: اس نے سچ کہا ہے۔ دیہاتی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور ان پہاڑوں کو گاڑا ہے، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔ دیہاتی نے کہا: آپ کے قاصد نے گمان کیا ہے کہ بے شک ہم میں سے اس شخص پر حج فرض ہے جو اس کے راستے کی طاقت رکھتا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے۔ دیہاتی نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور ان پہاڑوں کو گاڑا، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔ دیہاتی کہنے لگا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے نہ میں اس پر کچھ زیادہ کروں گا اور نہ میں اس سے کچھ کم کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اس آدمی نے سچ کہا ہے تو جنت میں داخل ہوگا۔“

۶۔ عن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ: ((الإسلام علانية، والإيمان في القلب ثم يشير بيده إلى صدره: التقوى، هاهنا التقوى هاهنا.)) (ضعفه الالبانی)

”انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام ظاہر ہوتا ہے اور ایمان دل میں ہوتا ہے۔ پھر اپنے ہاتھ سے سینے کی طرف اشارہ کرنے لگے (اور کہنے لگے) تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔“

۷۔ عن أنس قال: قال رسول الله ﷺ: ((لا إيمان لمن لا أمانة له.)) (حسنه الالبانی)

”انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو امانت

①..... نماز قصر اور جمع بین صلاتین

②..... مستقبل کے الفاظ بولنے سے کیا طلاق واقع ہوتی ہے؟

③..... نکاح حلالہ زنا ہے

مولانا مفتی محمد عبید اللہ خاں عقیف رحمۃ اللہ علیہ (بانی جامع مسجد امانۃ العزیز اہل حدیث، رحمت ٹاؤن، فیصل آباد)

سوال ①: میں اپنے گھر سے تقریباً ۱۲۰ کلومیٹر دور نوکری کرتا ہوں۔

نوکری کی جگہ ہاسٹل میں ایک کمرہ کرائے پر لے رکھا ہے جہاں ہفتہ میں پانچ دن قیام کرتا ہوں۔ کیا ان پانچ دنوں میں نماز قصر جائز ہے یا نہیں، یا مکمل پڑھنی ہوگی؟

جواب: آپ چونکہ اس جگہ مستقل ملازمت کرتے ہیں۔ لہذا آپ کا

اپنے دفتر یا ہوٹل میں پانچ دن قیام عارضی قیام نہیں بلکہ مستقل قیام ہے۔ لہذا آپ ان پانچ دنوں میں مکمل نماز پڑھا کریں قصر نماز جائز نہیں۔ علاوہ ازیں قصر فرض نہیں افضل ہے۔ لہذا احوط اور اسلم یہی ہے کہ آپ پوری نماز پڑھیں۔ ہاں اپنے شہر یا گاؤں سے دفتر آتے اور گھر واپس جاتے وقت راستہ جاری سفر کے دوران بلاشبہ قصر پڑھ سکتے ہیں۔

سوال ②: علاوہ ازیں کبھی ڈیوٹی کرنے کے بعد کمرے میں جاتا ہی

نہیں۔ اسی دن گھر واپس چلا آتا ہوں۔ کیا ایسے میں ڈیوٹی والے شہر میں نماز ظہر قصر پڑھ سکتا ہوں یا نہیں؟

جواب: ہوٹل میں جانے نہ جانے سے سفر اور اقامت کے احکام میں

کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس لیے دفتر میں رہتے وقت مقیم کے حکم میں ہے کہ آپ یہاں مستقل ملازمت کی وجہ سے مقیم کے حکم میں ہیں۔ ہوٹل کا کمرہ آپ کی اقامت میں تبدیلی کا موجب نہیں۔ لہذا اس صورت میں بھی آپ جب تک دفتر میں ہوں گے آپ کو مکمل نماز پڑھنی ہوگی۔ ہاں دوران سفر آپ قصر کر سکتے ہیں۔

سوال ③: راستے میں سسرال کا شہر آتا ہے۔ کیا سسرال کے گھر میں

نماز قصر جائز ہے یا نہیں۔

جواب: آپ اپنے سسرال کے ہاں نماز قصر پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ یہ

قیام تین دن سے زیادہ نہ ہو۔ یہ میری رائے ہے تاہم جماعت کے مشہور مفتی مولانا عبدالقادر حصاری سسرال کے ہاں نماز قصر کے قائل نہیں تاہم مجھے ان سے اتفاق نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال ④: قصر کی صورت میں ظہر اور عصر اکٹھی پڑھنے اور اس طرح

مغرب اور عشاء جمع کرنے کی کیا صورت ہے۔

(سائل: احمد کامران صدیقی، واہ کینٹ)

جواب: جمع بین الصلاتین کی دو صورتیں ہیں:

(۱) جمع صوری۔ (۲) جمع حقیقی۔

جمع صوری یہ ہے کہ کسی خاص مجبوری کی وجہ سے ظہر کی نماز اس کے آخری وقت میں پڑھی جائے اور نماز عصر کو اس کے اول وقت میں

پڑھا جائے، مثلاً: سردیوں میں ظہر کی نماز کو پونے تین بجے پڑھا جائے اور عصر کو ٹھیک تین بجے پڑھا جائے۔ دیکھنے میں یہ صورتاً جمع ہوگی مگر حقیقت اپنے اپنے وقت میں پڑھی ہوں گی۔

جمع حقیقی یہ ہے کہ سچ سچ ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت پڑھا

جائے، اور اس کی پھر دو صورتیں ہیں: (۱) جمع تقدیم حقیقی۔ (۲) جمع تاخیر حقیقی۔

جمع تقدیم حقیقی یہ ہے کہ نماز عصر کو ظہر کے ساتھ ظہر کے وقت میں

اور نماز عشاء کو نماز مغرب کے وقت میں پڑھا جائے۔

جمع تاخیر یہ ہے کہ نماز ظہر کو نماز عصر کے وقت میں نماز عصر کے

ساتھ پڑھا جائے اور نماز مغرب کو عشاء کی نماز کے وقت میں نماز

عشاء کے ساتھ پڑھا جائے۔

جمع بین الصلاتین کی ان تینوں صورتوں کا ثبوت حسب ذیل احادیث میں موجود ہے:

عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ كان إذا زالت الشمس وهو في منزله جمع بين الظهر والعصر وإذا لم تزل حتى يرتحل سار حتى إذا دخل وقت العصر نزل فجمع الظهر والعصر وإذا غابت الشمس وهو في منزله جمع بين المغرب والعشاء وإذا لم تغب حتى يرتحل سار حتى إذا أتت العتمة فجمع بين المغرب والعشاء.

(سنن الكبير للبيهقي: ۱۶۳/۳)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ زوالِ شمس کے بعد سفر شروع کرتے تو نمازِ عصر کو نمازِ ظہر کے ساتھ جمع فرماتے اور اگر زوالِ شمس سے پہلے سفر شروع فرماتے تو نمازِ ظہر کو نمازِ عصر کے ساتھ ادا فرماتے۔ اگر غروبِ شمس کے بعد سفر کا آغاز فرماتے تو نمازِ عشاء کو مغرب کے وقت میں نمازِ مغرب کے ساتھ جمع کر لیتے اور جب غروبِ شمس سے پہلے سفر کا آغاز فرماتے تو نمازِ مغرب کو مؤخر کر کے نمازِ عشاء کے ساتھ جمع فرماتے۔“

دیکھیے اس حدیث میں جمع تقدیم اور جمع تاخیر دونوں کا ذکر ہے۔ عن ابن عباس ان النبي ﷺ صلى بالمدينة المنورة سبعا وثمانيا الظهر والعصر والمغرب والعشاء قال ايوب لعله في ليلة مطير. (صحيح بخاري: ۷۷/۱)

”حضرت ابن عباس فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں سات اور آٹھ رکعات اکٹھی ادا فرمائیں، یعنی ظہر اور عصر مغرب اور عشاء۔ ایوب کہتے ہیں کہ شاید اس رات بارش ہوئی ہوگی۔“

اس حدیث میں جمع صوری کا ذکر ہے۔

وضاحت:..... اگر کوئی شخص سفر میں سنن روایت (سنن مؤکدہ ۱۲ رکعات)، نماز تہجد اور دیگر نوافل پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے مگر صبح کی سنتیں اور وتر کا ترک جائز نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ركعتان لم يكن رسول الله ﷺ يدعهما سرا وعلانية ركعتان قبل صلاة الصبح وركعتان بعد العصر. (صحيح بخاري: ۸۳/۱)

”رسول اللہ ﷺ دو رکعتیں کبھی نہ چھوڑتے تھے نہ پوشیدہ اور نہ ظاہر میں۔ دو رکعتیں فجر کے فرضوں سے پہلے اور دو رکعتیں عصر کی نماز کے بعد۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

قال كان النبي ﷺ..... كان يوتر على البعير.

(صحيح بخاري: ۱۳۶/۱)

”رسول اللہ ﷺ سفر میں نفل نماز سواری پر پڑھ لیتے تھے۔“

اسی طرح نماز وتر اونٹ پر ادا فرما لیتے۔“

ان دونوں احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ سفر میں فجر کی سنتیں اور نماز وتر پڑھنی ضروری ہے۔ ان دونوں کا ترک نہ حضر میں جائز ہے اور نہ سفر میں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میری والدہ کے خاوند شکیل احمد نے آج سے کوئی اڑھائی ماہ قبل غصہ کی حالت میں میری والدہ کو کہا کہ میں تجھے تین طلاقیں دے دوں گا۔ اب آپ سے سوال یہ ہے کہ میری والدہ کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ شرعی فتویٰ جاری فرمائیں۔ (محسن رضا، فیصل آباد)

جواب: وقوع طلاق کے لیے فقہائے اسلام کے نزدیک ایسے جملوں کا بولنا یا لکھنا ضروری ہے جن کی نسبت زمانہ ماضی کے ساتھ ہو، یعنی جملہ خبریہ بولنا ضروری ہے۔ جملہ انشائیہ کے بولنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ جملہ انشائیہ یعنی آئندہ زمانہ کا جملہ



جاری فرمایا جائے۔ (ممتاز وحید)

جواب: واضح ہو کہ احادیث حسنہ کے مطابق حلالہ (وقتی اور مدت معینہ تک) کا نکاح نہ صرف شرعی نکاح نہیں بلکہ خالص زنا ہونے کی وجہ سے حلالہ کرنے والا اور حلالہ کروانے والا دونوں کبیرہ گناہ کے مرتکب اور لعنتی ہیں۔ احادیث حسنہ اور صحیحہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال لعن اللہ المحلل والمحلل لہ .

(فقہ السنۃ: ۲ / ۳۹)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور کروانے والے دونوں پر لعنت کی ہے۔“

۲۔ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال لعن رسول اللہ ﷺ المحلل والمحلل لہ . (تحفة الاحوذی: ۲ / ۱۸۶)

”رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور کروانے والے دونوں پر لعنت کی ہے، یعنی رسول اللہ ﷺ کے نزدیک دونوں ملعون ہیں۔“

۳۔ عقبہ بن عامر ان رسول اللہ ﷺ قال الا اخبرکم بالقیس المستعار؟ قالوا بلی یا رسول اللہ ﷺ قال هو المحلل .

(فقہ السنۃ: ۲ / ۴۰)

”عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں بیگانہ ساٹھ کی خبر نہ دوں؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور بتلائیں۔ فرمایا: حلالہ کرنے والا بیگانہ ساٹھ ہوتا ہے۔“

حلالہ کھلا زنا ہے اور بے غیرتی ہے۔ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک حلالہ کرنے والا اور کروانے والا دونوں کی سزا رجم ہے۔ امام ابن المنذر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

محض دھمکی ہوتا ہے۔ لہذا جب تک ایسا جملہ نہ بولے یا نہ لکھے جس کے معنی کی نسبت زمانہ ماضی کے ساتھ ہو، طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کتب حنفیہ میں وقوع طلاق کے لیے حسب ذیل جملوں میں سے کوئی ایک جملہ بولنا ضروری ہے اور وہ یہ ہیں:

انت طالق، انت مطلقة، طلقت .

(فتاویٰ عالمگیری: ۱ / ۳۵۴)

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں کہ طلاق صریح کے جملے یہ ہیں:

انت طالق، انت مطلقة، طلقتک، انت علی حرام، انت محرمة وحرمتک .

(فقہ الاسلامی وادلتها: ۹ / ۱۸۹۷)

”تجھے طلاق ہے، تو مطلقہ ہے، میں نے تجھے طلاق دے دی ہے، تو مجھ پر حرام ہے، تو حرام، میں نے تجھے اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔“

چونکہ ثکیل احمد نے ان خبریہ جملوں میں سے کوئی جملہ خبریہ نہیں بولا اور نہ ہی لکھا ہے لہذا طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً: آپ غصہ میں کہتے ہیں کہ میں فلاں کو قتل کر دوں گا۔ محض یہ جملہ بول دینے سے آپ پر دفعہ ۳۰۲ لاگو نہیں ہوگی کیونکہ یہ محض دھمکی اور گیدڑ بھکی ہے۔ آپ شرعاً اور قانوناً اس وقت قاتل قرار پائیں گے جب آپ بالفعل یعنی سچ مچ اس کو قتل کر دیں، ورنہ نہیں۔ پس یہی صورت یہاں طلاق میں ہے۔ جب تک ثکیل احمد اپنی زبان سے یوں نہ کہے کہ میں نے تجھے طلاق دے دی ہے، طلاق واقع نہ ہوگی۔ پس صورت مسئلہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح قائم ہے۔ یہ جواب بہ شرط صحت سوال لکھا گیا ہے۔

نکاح حلالہ کھلا زنا ہے:

سوال: میں مسمی ممتاز وحید نے طارق کی مطلقہ ثلاثہ بیوی یا سمین سے طارق کے حق میں نکاح حلالہ کیا تھا۔ اب میں نے طارق کے حق یا سمین کو طلاق دے دی ہے۔ اب میں یا سمین کی بیٹی عنم سے جو طارق کے نطفہ سے ہے نکاح کر سکتا ہوں یا نہیں۔ شرعی فتویٰ

وحید کی شرعاً ریبہ نہیں۔ لہذا ممتاز وحید اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔
هذا ما عندي والله تعالى أعلم بالصواب .

ضرورت مدرس

درس نظامی کی کلاس پڑھانے کے لیے مختی اور لائق استاد کی فوری
ضرورت ہے۔ شادی شدہ فرد جلد رابطہ کریں۔

(حافظ محمد ایوب خالد، مہتمم جامعہ عمر ابن الخطاب، منڈی جھبراں،
ضلع شیخوپورہ۔ فون: 0300-8878629)

ضروری اعلان

ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور میں مضامین ارسال کرنے والے
خواتین و حضرات درج ذیل باتوں کا ضرور خیال فرمایا کریں:

⊙ مضمون کاغذ کی ایک طرف لکھا ہو، صاف ستھرا اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔
⊙ مضمون مدلل، باحوالہ، آیت، حدیث اور کتب کے نام و صفحہ نمبر
مکمل تحریر فرمائیں۔

⊙ جلسوں، کانفرنسوں کے اشتہارات یا اعلانات بھیجنے والے احباب
اس کا اعلان جلسہ یا کانفرنس کے انعقاد سے پندرہ دن پہلے
ارسال کر دیا کریں، نیز ان جلسوں یا تقاریب کی رپورٹ وغیرہ
شائع کرنے سے ادارہ قاصر ہے۔

⊙ مضمون ارسال کرنے والے شائع ہونے کے لیے اپنی باری کا
انتظار کیا کریں نیز غیر معیاری مضامین کی اشاعت سے ادارہ
معذرت خواہ ہے۔ امید ہے قارئین دفتر الاعتصام سے تعاون
کریں گے۔

(نیچر الاعتصام)

لا اوتی بمحلل ولا محلل له إلا رجعتہما .
رواہ ابن المنذر۔ فسئل ابنہ (ابن عمر) عن
ذلك فقال كلاهما زان . (فقہ السنۃ: ۴۰ / ۲)
”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میرے پاس حلالہ کرنے والا
اور کروانے والا لائے گئے تو میں دونوں کو رجم کر دوں گا۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کڑی سزا کی وجہ دریافت
کی گئی تو انھوں نے فرمایا: اس لیے کہ دونوں زانی ہیں لہذا ان
کی سزا رجم ہے۔“

حکمة هذه النصوص صريحة في بطلان
هذا الزواج وعدم صحته لان اللعن لا يكون
الا على امر غير جائز في الشريعة وهو لا
يحل المرأة على الزوج الاول .

(فقہ السنۃ: ۴۰ / ۲)

”ان نصوص (احادیث) کے مطابق نکاح حلالہ باطل ہے
کیونکہ لعنت صرف غیر شرعی اور حرام کام پر کی جاتی ہے۔ لہذا
نکاح حلالہ مطلقہ پہلے خاوند پر حلال نہیں ہوتی۔ کیونکہ حلالہ
خالص زنا ہے۔“

ان احادیث کے مطابق یا سمین بنت پیراں دتہ ممتاز وحید کی شرعاً
بیوی نہیں۔ لہذا مسماۃ یا سمین کی بیٹی عنم جو طارق کے نطفہ سے ہے
ممتاز پر حرام نہیں کیونکہ حرام حلال کو حرام نہیں کرتا جیسا کہ ابن ماجہ میں
حدیث ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ
قال لا یجزم الحرام الحلال .

(سنن ابن ماجہ، ص: ۱۴۵)

”ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
کوئی حرام چیز کسی حلال چیز کو حرام نہیں کرتی۔“

خلاصہ یہ کہ چونکہ مسماۃ یا سمین دختر پیراں دتہ مسمی ممتاز کی شرعی
بیوی نہیں لہذا یا سمین کی بیٹی عنم جو کہ طارق کے نطفہ سے ہے وہ ممتاز

”التوحيد“ عقيدہ اہل السنۃ والجماعۃ

حافظ حمود الرحمن، مانچسٹر

۱۳

توحيد اور عقيدہ توحيد میں فکری انحراف سے وجود میں آنے والے چند فرقے:

۱۔ خوارج:

اسلام میں پيدا ہونے والا پہلا بدعتی فرقہ جو پيدا ہوا وہ خارجی فرقہ تھا اور اس کا سرخیل ذوالخویرہ تھیں۔ یہ وہ شخص تھا جس نے سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی ذات پر اعتراض کیا۔ اس وقت جب آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ اعدل یا محمد!

اے محمد ﷺ انصاف کرو۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ سب سے بڑے منصف اور انصاف کرنے والے تھے اور عدل کرنے والے تھے۔ لیکن اس بد بخت نے باطنی خبث کی وجہ سے آپ ﷺ پر اعتراض کیا۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور میں یہ فتنہ مزید بڑھا حتیٰ کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے دور میں انھوں نے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔

ان کا عقیدہ یہ تھا کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر، دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”یہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ ظاہراً لمبی لمبی نمازیں بھی پڑھیں گے مگر یہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیرکمان سے نکل جاتا ہے۔“

۲۔ قدریہ:

یہ گروہ اس امت کے مجوسی ہیں۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخری دور میں پيدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما

کی زندگی میں ہی ان کا ظہور ہوا۔

یہ تقدیر کے منکر تھے اور ان کا گندہ عقیدہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے افعال العباد یعنی انسان کے عمل کو تقدیر میں نہیں لکھا اور ان کے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ انسانی عمل مشیت الہی میں داخل نہیں اور اللہ کو اس کا علم تب ہوتا ہے جب یہ وقوع پذیر ہو جاتا ہے۔

۳۔ مرجئہ:

تابعین کے زمانے میں پيدا ہونے والا یہ بدعتی گمراہ فرقہ یہ نظریہ رکھتا تھا کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا۔ زنا، شراب نوشی، چوری اور قتل وغیرہ جیسے گناہ مومن کو کوئی نقصان نہیں دیتے وہ کامل الایمان رہتا ہے۔

۴۔ جہمیہ:

جہم بن صفوان نامی شخص تھا۔ اس نے اسلامی احکام یا ایمان اور کفر کو موضوع نہیں بنایا تھا بلکہ اس بد بخت نے ذات خالق کو اپنے طعن کا نشانہ بنایا۔ اور اللہ رب العزت جو خالق کائنات ہیں انھیں مخلوق کے درجے پر لے آیا اور جیسا چاہا اللہ کی ذات کے بارے میں گفتگو کی، غالی جہمی سب صفات کی نفی کرتے تھے۔

جہم بن صفوان کے پیروکاروں کا نظریہ جنھیں جہمیہ کہتے ہیں، یہ ہے کہ اللہ کی ذات کو نہ تو موجود سے متصف کر سکتے ہیں اور نہ ہی معدوم سے۔ اگر موجود مانا تو موجودات سے مشابہت ہوگی اگر معدوم مانا تو معدومات سے مشابہت ہوگی۔ کوئی عقل مند اس نظرے کو تسلیم نہیں کر سکتا وہ ایک چیز سے بچنے کے لیے بڑی گمراہی میں پڑ گئے۔

۵۔ معتزلہ:

یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے کہا کہ عقل وحی پر مقدم ہے۔ ان کا

نظریہ مرجہ اور خوارج کے درمیان درمیان تھا، یعنی گناہ کبیرہ کا مرتکب ایمان اور کفر کی درمیانی کیفیت میں ہوتا ہے جسے وہ المنزلۃ بین المنزلتین بین الکفر والایمان کہتے، یعنی دنیا میں وہ مومن تصور ہوگا اور آخرت میں کافر۔

اسماء و صفات کے بارے یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے اسماء کو تو ثابت کریں گے مگر اللہ کی ذات سے اس کی صفات کی نفی کریں گے، مثلاً: اللہ سمیع و بصیر، قدیر، علیم، حکیم ہے مگر سمیع ہے بغیر سمع کے، یعنی سمیع بذاتہ۔ اور بصیر ہے بغیر بصارت کے اور قدیر ہے بغیر قدرت کے۔ علیم ہے بغیر علم کے اور حکیم ہے بغیر حکمت کے۔ العیاذ باللہ

معتزلی گروہ کے کچھ لوگ یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے نفی کی جو صفات ہیں ان کا اقرار ہوگا اور جو اثبات کی صفات ہیں ان کا انکار ہوگا، یعنی ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ جی ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ میت نہیں۔ اس طرح ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ علیم ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جاہل نہیں اس لیے اگر اللہ کی ذات کو اثبات کی صفات سے متصف کیا تو موجودات سے مشابہت ہو جائے گی اور نفی عدم ہے۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں قرآن و سنت میں اثبات کی صفات نفی کی صفات سے زیادہ ہیں۔ اللہ لا إله إلا هو الحي القيوم۔

۶۔ اشاعرہ:

اس گروہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء کا حقیقتاً اقرار ہوگا لیکن اللہ کی صفات میں صرف ان صفات کو تسلیم کریں گے جس پر عقل کو اعتراض نہ ہو۔ اس لیے یہ صفات میں صرف سات صفتوں کو مانتے ہیں جو کہ صفات معنویہ کہلاتی ہیں اور باقی تمام صفات کی تاویل کرتے ہیں۔ اور جن صفات کو یہ مانتے ہیں وہ اس شعر میں جمع ہیں:

له الحياة والكلام والبصر

سمع، ارادة وعلم واقتدر

”حیات، کلام، بصر، سمع، ارادہ، علم اور قدرت صرف یہ

صفات تسلیم کرتے ہیں اور باقی کی تاویل۔“

اور یہ عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ فی الاسماء والصفات کے سراسر

خلاف ہے کیونکہ اہل السنۃ والجماعۃ صفات میں تحریف، تاویل، تعطیل، تکذیب، تمثیل کے قائل نہیں ہیں بلکہ صفات میں وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کی ذات کے لیے وہ تمام صفات ہیں جن سے اللہ رب العزت نے خود اپنی ذات کو متصف فرمایا ہے یا پھر رسول اللہ ﷺ نے متصف فرمایا ہے۔ جس طرح اس کی ذات کو لائق ہے بغیر کسی کیفیت کے اور بغیر کسی تاویل کے اور بغیر کسی تحریف اور بغیر کسی تمثیل کے۔

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

[الشوری: ۱۱]

﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾ [طہ: ۵]

یہاں پر یہ چیز مد نظر رہے ہمارا مقصد اہل قبلہ کے تمام فرقوں کا احاطہ اور ذکر کرنا نہیں بلکہ تمثیلاً بعض کا تذکرہ ہوا ہے۔ فرقے اور بھی بہت سے ہیں، مثلاً: ماتریدیہ، صوفیہ، حلویہ اور وحدۃ الشہود، رافضیہ، اثنا عشریہ، ناصبیہ، ملامتیہ وغیرہ۔ ہمارا مقصد صرف تقابلی جائزہ تھا فرقہ ناجیہ اہل السنۃ والجماعۃ اور دیگر فرق باطلہ ضالہ کا۔

فرقہ ناجیہ ”اہل السنۃ والجماعۃ“:

فرقہ ناجیہ منصورہ:..... اس امت کا وہ گروہ اور فرقہ جو دنیا میں اپنے دین کے اندر بدعات سے نجات پانے والا اور محفوظ رہنے والا ہے اور آخرت میں بفضل اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ سے نجات پانے والا ہے۔ اس کی تعریف خود ناطق بالوحی پیغمبر ﷺ کی زبان مبارک سے ان الفاظ مبارکہ میں ہوئی:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مُسْتَفْتَرَقُ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى

ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا

وَاحِدَةً. قَالُوا: مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟

قَالَ: مَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ مَا أَنَا عَلَيْهِ

وَأَصْحَابِي. (رواه الترمذي والحاكم في

المستدرک واللالکائی فی شرح السنۃ والحديث

شاهد عن أنس أخرجه الطبراني في الصغير وبه

يرتقى إلى درجة الحسن)

پر اپنی آنکھ سے دیکھا یا نہیں۔

یہاں یہ بات سمجھنے والی ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ وہ ہیں جو سنت مصطفیٰ ﷺ پر مجتمع ہیں اور جو بھی ان کے طریقے کی عملی یا فکری طور پر مخالفت کرے گا وہ اہل السنۃ نہیں ہے، مثلاً: اشاعرہ اور ماتریدیہ محض اہل السنۃ میں شامل نہیں ہیں کیونکہ وہ اپنے عقائد میں نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کا اللہ کی صفات کے بارے میں جو عقیدہ تھا اس کے برعکس ہیں۔

اس لیے یہ کہنا کہ سلفی، اشعری اور ماتریدی یہ سارے خالص اہل السنۃ ہیں، غلط ہے۔ اللہ کی صفات کے اثبات میں یہ آپس میں اختلاف رکھتے ہیں۔ پھر یہ تینوں کس طرح اہل السنۃ والجماعۃ ہو سکتے ہیں؟

اگر دو متضاد چیزیں آپس میں جمع ہو سکتی ہیں، مثلاً روشنی اور اندھیرا تو پھر یہ بھی اکٹھے ہو سکتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ جس طرح دو مخالف چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں اسی طرح یہ بھی جمع نہیں ہو سکتے۔ ان تینوں میں سے صرف ایک ہی اہل السنۃ والجماعۃ ہو سکتا ہے۔ سلفی یا اشاعرہ و ماتریدیہ۔

لہذا اصولی بات یہ ہے کہ جو اپنے عمل اور عقیدے میں سنت کے مطابق ہوگا وہ ہی اہل السنۃ ہوگا۔ سنت کی مخالفت کرنے والا کس طرح اہل السنۃ ہو سکتا ہے اور دو مختلف گروہوں کو ہم کس طرح الجماعۃ کہہ سکتے ہیں۔ یقیناً سلف سے لے کر آج تک اور آج سے لے کر قیامت تک سنت پر عقیدہ اور عملاً اگر کوئی گروہ کاربند ہے تو وہ سلف کا گروہ ہے کیونکہ وہ ”ما أنا علیہ وأصحابی“ کی عملی تصویر ہیں۔

خصائص فرقہ ناجیہ:

اگر ہم خصائص کی بات کریں تو یہ فرقہ ناجیہ دیگر فرق سے چار چیزوں میں منفرد اور ممتاز نظر آتا ہے: عقائد، عبادات، اخلاق، معاملات۔

عقائد: یہ فرقہ ناجیہ توحید خالص، یعنی اللہ کی ربوبیت، الوہیت اور اس کے اسماء و صفات میں مضبوطی کے ساتھ صرف اس چیز

”نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی اور سارے فرقے جہنمی ہیں سوائے ایک کے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سا فرقہ ہوگا جو جہنمی نہیں ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ فرقہ میری امت میں آگ سے نجات پانے والا ہے جو اس طریقے پر چلے والا ہوگا جو آج میرا طریقہ ہے اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے۔“

یہ حدیث فرقہ ناجیہ کا معنی بیان کر رہی ہے کہ جو جماعت یا گروہ سنت رسول ﷺ پر کاربند ہوگا اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم پر گامزن ہوگا وہ ہی بدعات سے پاک اور نارجہنم سے محفوظ ہوگا۔

المصوٰرہ الی قیام الساعۃ کا مطلب یہ ہے کہ قرب قیام قیامت تک نصرت الہی کا حق دار ہوگا جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا تزال طائفة من امتی علی الحق ظاہرین .
ظاہرین بمعنی منصرین انھیں اللہ کی خاص مدد حاصل ہوگی جس طرح قرآن کریم میں فرمان ربانی ہے:

﴿فَآيِدُنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَاصْبَحُوا ظَاهِرِينَ﴾ [الصف: ۱۴]

”ہم نے مومنوں کی ان کے دشمن کے مقابلے پر مدد کی پس وہ غالب آگئے۔“

فرقہ ناجیہ ہی دراصل اہل السنۃ والجماعۃ ہے کیونکہ وہ اپنی عملی زندگی میں عامل سنت ہیں اور فکری طور پر بھی متمسکین سنت ہیں اور پھر سنت پر مجتمع ہیں۔ اس لیے یہی اہل السنۃ کہلانے کے صحیح حق دار ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں جس طرح اہل بدعت کئی گروہوں اور فرقوں میں

بٹے ہوئے ہیں، مثلاً: جہمیہ کئی گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ معتزلہ فرق میں تقسیم ہیں۔ رافضہ اثنا عشریہ گروہوں میں تقسیم ہیں۔ اہل تعطیل منقسم ہیں لیکن یہ فرقہ ناجیہ ایک جماعت کی شکل میں حق پر قائم ہے۔ بعض اوقات اختلاف پیدا ہو جاتا ہے، مثلاً: اس بات پر اختلاف ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ رب العزت کو معراج کے موقع

پر کاربند ہے جو صرف اور صرف کتاب وسنت سے ثابت ہے کسی اور چیز کی طرف وہ نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔

عبادات: یہ فرقہ ناجیہ عبادات میں مکمل طور پر اوّل آخر، صرف اور صرف انہی عبادات پر عمل پیرا ہے جن پر اللہ کے آخری رسول ﷺ عمل پیرا تھے۔ فرقہ ناجیہ جنس عبادت، صفت عبادت، قدر عبادت، زمانہ عبادت، مکان عبادت اور اسباب عبادت میں اللہ کے رسول ﷺ کی مکمل پیروی کرتا ہے۔ اللہ کے دین میں کسی قسم کی بدعت جاری نہیں کرتا۔ حد درجہ تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا احترام کرتے ہوئے دین میں نئے طریقے جاری نہیں کرتا اور نہ ہی ان سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ کوئی نئی چیز دین میں شامل نہیں کرتا جس کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اجازت نہیں دی۔

اخلاق: فرقہ ناجیہ دیگر فرق باطلہ سے اپنے اخلاق میں بھی منفرد اور الگ نظر آتا ہے۔ حسن اخلاق، طلاق وجہ، شیریں دین، انشراح صدر، نرم گفتگو، گرم دم جستجو، محاسن کردار و عمل، مکارم اخلاق اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے انتخاب خیر میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔ یہ نمایاں مقام رکھتا ہے۔

معاملات: فرقہ ناجیہ معاملات میں بھی دیگر فرق باطلہ سے بالکل الگ تھلگ ہے۔ یہ اپنے بیان و معاملہ میں ہمیشہ صدق و دیانت پر عمل پیرا رہتے ہیں۔ قول و فعل میں سچائی کا دامن نہیں چھوڑتے۔ ہر صورت میں عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں۔ صدق و دیانت اور عدل و انصاف ان کی عملی زندگی کے وہ نکلینے ہیں جو ان کے کردار میں چارچاند لگا دیتے ہیں۔

نوٹ: یہ بات نوٹ کرنے والی ہے اگر عقیدے یا عبادات میں سنت سے خروج پیدا ہو تو انسان کو بہ حسب سنت سے خروج خالص اہل السنۃ والجماعۃ کہلانے کا حق حاصل نہیں رہتا۔ لیکن اگر اخلاق یا معاملات میں کمی بیشی ہوتی ہے تو اس پر وہ گناہ گار ضرور ہوگا لیکن اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج نہیں ہوتا۔ اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿وَلِكُلِّ دَجَآتٍ مِّمَّا عَمِلُوا﴾ [احقاف: ۱۹]

”جو وہ عمل کرتے ہیں اس میں ہر ایک کے درجات ہیں۔“
عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ:

قارئین محترم! ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ہدایت دنیوی و اخروی اور دین حق دے کر عالمین کی رحمت اور قدودہ عالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ پوری انسانیت کے لیے حجت ہیں۔ آپ ﷺ نے جو آپ ﷺ پر وحی کی صورت میں اور کتاب و حکمت کی شکل میں اللہ رب العزت نے لوگوں کی اصلاح اور ان کے دینی دنیاوی معاملات کی راہنمائی کے لیے، عقائد کی درستگی، اعمال و اخلاق و آداب کی بہتری کے لیے نازل فرمایا آپ ﷺ نے نہ صرف بیان فرمایا بلکہ اس کا حق ادا کیا۔

اور آپ ﷺ نے اپنی امت کو ایسی روشن اور واضح شریعت عطا فرمائی جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے۔ اسے وہی نظر انداز کر سکتا ہے جو خود گمراہی اور ہلاکت کو اپنے لیے اختیار کرتا ہے ورنہ اس شریعت کا ہر گوشہ واضح اور بین ہے۔

پوری انسانیت کا بہترین گروہ جسے اللہ رب العزت نے اپنے آخری پیغمبر ﷺ کی رفاقت کے لیے منتخب فرمایا جنہیں اصحاب رسول کہتے ہیں پھر ان کے بعد تابعین کرام۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اس امت کا بہترین حصہ تھے جنہوں نے اتباع رسول کا حق ادا کیا اور وہ لوگ جو احسان کے ساتھ ان کے مسلک و مشرب پر چلنے والے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی شریعت کو قائم کیا۔ عقیدہ، عبادہ، خلقاً اور ادباً آپ ﷺ کی شریعت وسنت پر عمل کیا اور تمسک کا حق ادا کیا۔ تو اس طرح وہ پہلا گروہ تھا جو حق پر قائم تھا جسے حق پر چلنے کی وجہ سے بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر وہ لایخافون لومۃ لائم کے عملی پیکر رہے۔ الحمد للہ آج اہل السنۃ والجماعۃ انہی کے منج پر گامزن اور انہی کی سیرت کو اپنائے ہوئے انہی کی دعوت ”رجوع الی الکتاب والسنۃ“ عقیدہ، عبادہ، خلقاً اور ادباً کا مشن لے کر چل رہے ہیں۔

ہم اللہ کی وحدانیت پر اس طرح ایمان رکھتے ہیں کہ اس کی ربوبیت میں، اس کی الوہیت میں اور اس کے اسماء و صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَ

اصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا﴾ [مریم: ۶۵]

”آسمانوں کا، زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا

رب وہی ہے تو اس کی بندگی کر اور اس کی عبادت پر جم جا، کیا

تیرے علم میں اس کا کوئی ہم نام ہے؟“

اللہ رب العزت سے التجا ہے کہ اللہ ہمیں اخلاص عطا فرمائے اور

ہماری اس معمولی کاوش کو قبول فرمائے اور اپنی مخلوق کے لیے منفعت

و ہدایت کا ذریعہ بنائے، آمین۔

اللهم ثبتنا و اخواننا المسلمين بالقول

الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة، وهب

لنا من لذنك رحمة انك انت الوهاب .

ہمارا عقیدہ ہے اللہ کی ذات پر اور اس کے فرشتوں پر، اس کی

کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور اچھی اور بری

تقدیر پر ایمان رکھا جائے۔

ہم اللہ کی ربوبیت پر اس طرح ایمان رکھتے ہیں کہ وہی رب، وہی

خالق، وہی مالک اور وہی تمام امور کا مدبر ہے۔

ہم اللہ کی الوہیت پر اس طرح ایمان رکھتے ہیں کہ وہی حقیقی الہ

ہے اور اس کے سوا جتنے بھی معبود ہیں سب باطل ہیں۔

ہم اللہ کے اسماء و صفات پر اس طرح ایمان رکھتے ہیں کہ اس کے

لیے اچھے نام اور کمال کی صفات علیا جس طرح اس کی ذات کو لائق

ہیں ثابت ہیں۔

بیاد الاعتصام کی اشاعت خاص مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی

خصوصیات: سوانح، شخصیت، ۶۰ سالہ علمی تہذیب و تاز، صحافتی اور ملی خدمات، سیاسی کردار، کے علاوہ، منتخب خطوط، نادر تحریریں، اور منظوم خزانہ عقیدت

1230 صفحات، ولایتی بائبل پیپر، چہار رنگہ دیدہ زیب سرورق، مضبوط جلد

نامور اہل علم و قلم کی یادگار تحریریں، مولانا کے نیاز مندوں کے حقیقت پر مبنی تاثرات اور علمی خطوط اس خصوصی اشاعت کی زینت ہیں۔

قیمت
600/= روپے

رابطہ کے لیے

ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

فلم بینی اور اس کے مضراثرات

فہیم احمد شریف احمد

لکھتے ہیں کہ ”لہو الحدیث“ سے مراد گانا بجانا، اس کا ساز و سامان اور ہر وہ چیز ہے جو انسانوں کو خیر اور معروف سے غافل کر دے۔ اس میں جدید ترین ایجادات ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، ویڈیو فلمیں اور گلوکارائیں سب شامل ہیں۔ (تفسیر احسن البیان، ص: ۱۱۳۳)

قارئین کرام! ان ائمہ کی تفسیر کی روشنی میں ہم آج کی فلموں پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ فلمی دنیا نے معیشت پر زبردست شکنجہ کس رکھا ہے، فلم سازی آج کی سب سے نفع بخش تجارت بنی ہوئی ہے، اور اس سے منسلک لوگ دنیا کے سب سے مہذب انسان شمار کیے جا رہے ہیں، فلموں کے اداکار اور اداکاراؤں کا آج معاشرے میں وہی مقام ہے جو کبھی ساحروں اور نجومیوں کا تھا، فلموں کے ذریعے فیشن کے نام پر ہر قسم کی فحاشی، بے حیائی اور بے راہ روی پھیلائی جا رہی ہے، ان کے بنانے اور عام کرنے میں اللہ کے دشمن اور مغضوب علیہم قوم کا سب سے اہم کردار ہے، جنہوں نے دنیا کی دیگر قوموں کے ذہن و دماغ میں یہ گمراہ کن خیال راسخ کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ دنیا لذیذ ہے، شیریں ہے، اس سے لذت حاصل کرو، یہی اصل ہے، یہی کافی ہے۔

باہر بے عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

مغربی فلم سازوں کا نشانہ اسلام اور اسلامی تہذیب ہے، انہوں نے عرب مسلمانوں کو ہوس پرست بنانے اور سیکڑوں فلموں میں مسلمانوں کی کردار کشی کرنے کی کوشش کی ہے، جن میں مسلمانوں کی بربریت، انسان دشمن اور ہوس پرست ثابت کرنے اور ترقی کے دشمن بنانے کی سعی مذموم کی ہے، اور بہت حد تک اپنی دسیسہ کاریوں اور مکر و فریب میں کامیاب ہوتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ جب کہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ان لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ وَإِذَا تُلِيٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشَّرْنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝﴾ [لقمان: ۶، ۷]

”اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکا سکیں اور اسے ہنسی بنا سکیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے، جب اس کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہوا اس طرح منہ پھیر لیتا ہے، گویا اس نے سنائی نہیں، گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں ڈاٹ لگے ہوئے ہیں، آپ اسے دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا:

”أعرضوا عن الانتفاع بسماع كلام الله واقبلوا على استماع المزامير والغناء بالألحان والآت الطرب.“

اور صحابہ و تابعین رحمہم اللہ کے اقوال نقل کیے ہیں کہ ”لہو الحدیث“ سے مراد گانا بجانا، سنا اور اس سے متعلق تمام چیزیں ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا:

”هو والله الغناء وكذا قال ابن عباس وجابر وعكرمة وسعيد بن جبیر ومجاهد ومكحول وغيرهم.“ (ابن کثیر: ۱۰۱/۵)

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے

ایک طرف شراب کے لائسنس ایشو کرتی ہیں تو دوسری طرف شراب پینے والوں کی سزا کے قانون بناتی ہیں، لیکن ہم مسلمان ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ شریعت نے جو قانون مقرر کیا اور جس کے کرنے کا حکم دیا اور جس کے کرنے سے منع کر دیا ہے اسی میں مسلمانوں کا بھلا ہے، اور ساری دنیا والوں کا بھی بھلا اسی میں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسُهُمْ يَظْلِمُونَ﴾ [یونس: ۴۴]

”یہ یقینی بات ہے کہ اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔“

فلموں کا اثر اپنے شیدائیوں پر اس قدر حاوی ہوتا ہے کہ جہاں اس کو دیکھنے کے لیے بچے چوری اور جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں تو بڑے اپنے فرائض سے چشم پوشی کرتے ہیں، اس میں مال و وقت دونوں کا ضیاع ہوتا ہے، اور فلموں کے اثر سے تو دنیا میں ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں کہ انسانیت کا نپ اٹھے، پاکستان کے اردو روزنامہ ”نوائے وقت“ نے ۲۷ جولائی ۱۹۹۱ء کے شمارے میں یہ خبر درج کی کہ ایک رومانی ماں نے ٹی وی خریدنے کے لیے اپنے لخت جگر کو ۵۰ روپے پاؤنڈ میں فروخت کر دیا۔ (نور توحید، جون ۲۰۰۸ء)

اگر ہم فلم کے دواہم پہلوؤں یعنی کردار اور موسیقی کو شرعی نقطہ نظر سے دیکھیں تو یہ دونوں حرام ہیں، کیونکہ کردار میں تصنع اور بناوٹ پائی جاتی ہے، اس طرح کہ یہ عاشق و معشوق کا رول ادا کرنے والے دوسری فلم میں بہن بھائی یا ماں بیٹے کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں، اس طرح یہ رشتوں کے تقدس کو پامال کرتے ہیں۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”هَلَكَ الْمُتَنَطِعُونَ قَالَهَا ثَلَاثًا.“

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۶۷۷۴)

”غلو و مبالغہ کرنے والے ہلاک ہو گئے، آپ نے اس جملے کو تین مرتبہ فرمایا۔“

ترمذی میں روایت ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ﴾ [المومنون: ۱۱۵]

”کیا تم یہ گمان کیے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے۔“

نیز سورہ نور میں اللہ رب العزت نے ان لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ [النور: ۱۹]

”جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزو مند رہتے ہیں، ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔“

اور مومنوں کو خاص طور پر آگاہ کیا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُؤًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ﴾ [المائدة: ۵۷]

”مسلمانو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل بناتے ہیں تم سے پہلے کتاب دیئے گئے لوگوں میں سے اور کفار سے۔“

اور یہ فلمیں برائی، گندگی، بے پردگی، فحاشی اور بے حیائی کو اسی طرح پھیلانے والی ہیں جس طرح سے شیطان نے بت پرستی کو دھیرے دھیرے دنیا میں رواج دلایا تھا، ان فلموں کو بنانے والوں کا یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ وہ ان فلموں کے ذریعے سے سماج میں بھیلی ہوئی برائیوں اور ظلم و تشدد کو مٹانے کے لیے کوشاں ہیں اور سماج میں امن و سکون اور مساوات لانا چاہتے ہیں، ممکن ہے کہ فلموں میں یہ عناصر موجود ہوں، لیکن ناظرین منفی اثرات کو زیادہ قبول کرتے ہیں، لہذا ان فلموں سے اصلاح کی بجائے بگاڑ کا خطرہ یقینی ہے۔ آج کی حکومتیں دنیا پرست ہیں، انھیں اصلاح سے زیادہ معاشی مفاد عزیز ہوتا ہے وہ

اور سورہ بنادے گا۔“

فلموں کے مضرات

دینی حمیت و عصیت کا خاتمہ:

غیر مسلم یا نام نہاد مسلمان اداکاروں کو جب ہم اپنا ہیرو اور آئیڈیل بنا لیتے ہیں تو ان کی بے دینی ہماری نظروں میں قابل تعظیم ہو جاتی ہے۔ حالانکہ اسلام و ایمان کا ڈھانچہ نفی کفر و شرک پر استوار ہوتا ہے، اتباع و تسلیم تو بعد میں ہے، جب تک کہ معبودانِ باطلہ کی نفی نہیں، اللہ کی توحید نہیں، بغض فی اللہ کے بغیر حب فی اللہ نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا
دِينَكُمْ هُزُؤًا وَ لَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن
قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ﴾ [المائدة: ۵۷]

”مسلمانو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کو نفی
کھیل بناتے ہیں ان میں سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے
گئے اور کفار سے۔“

اور سورہ توبہ میں ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَ
إِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ
وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَوَلَّيْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾

[التوبة: ۲۳]

”اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست
نہ بناؤ، اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں، تم میں سے
جو بھی ان سے محبت رکھے گا، وہ گنہگار اور ظالم ہے۔“

فرائض شرعیہ کو چھوڑنے کا سبب:

آدمی اسکرین کے آگے بیٹھا فلم دیکھتا رہتا ہے، اور اسے اس بات
کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ کب اذان ہوئی اور نماز ہو گئی، سچ ہے رب
العالمین کا فرمان:

”وَبَلَّ لِلَّذِي يَحْدُثُ بِالْحَدِيثِ لِيُضْحِكَ بِهِ
الْقَوْمُ فَيَكْذِبُ وَيَلْهُ وَيَلْهُ لَهُ.“

(ترمذی، رقم الحدیث: ۲۴۳۱)

”بربادی ہے ایسے شخص کے لیے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے
جھوٹ بولتا ہے، بربادی، بربادی، بربادی ایسے شخص کے لیے۔“
پھر الٹی سیدھی نسبتیں بنانا تو ویسے بھی حرام ہے۔ حدیث میں آیا
ہے کہ

”مَنْ ادْعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ
فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ.“ (ابن ماجہ: ۲۶۱۰)

”جس کسی نے جان بوجھ کر اپنے باپ کی جگہ دوسری طرف
نسبت کی تو ایسے شخص پر جنت حرام کر دی گئی ہے۔“

اور موسیقی فلموں کا لازمی جزء ہوتی ہے، کتنی فلمیں تو صرف اپنے
گانے اور دھن کی بناء پر مقبولیت حاصل کرتی ہیں۔ اس کے بارے
میں شریعت میں کھلے طور پر ممانعت آئی ہے، قرآن کریم نے اسے
”لہو الحدیث“ سے موسوم کیا ہے، اور نبی ﷺ نے اپنی احادیث
میں اس کی قباحت کو بیان کیا ہے، صحیح بخاری کی روایت میں ہے،
آپ ﷺ نے فرمایا:

”لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحْلُونَ الْحَرَّ
وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ.“

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۵۵۹۰)

”ضرور میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، ریشم،
شراب اور موسیقی کو حلال ٹھہرائیں گے۔“

اور ابن ماجہ میں ہے:

”يَعْزَفُ عَلَى رُؤُوسِهِمُ الْمَعَازِفَ وَ الْمَغْنِيَاتِ
يَخْسِفُ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ وَيَجْعَلُ مِنْهُمْ
الْقُرْدَةَ وَ الْخَنَازِيرَ.“ (ابن ماجہ: ۴۰۲۰)

”اگر لوگ گانے بجانے اور سننے میں لگ جائیں گے اللہ
انہیں زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو بندر

پردے میں بے پردگی:

ادا کاراؤں کے شوخ و شنگ اور جسم کے ایک ایک عضو کو عریاں کرنے والے لباس کے ذریعے بے حیائی اور بے پردگی فلموں کے ذریعے اس طرح پھیلائی جاتی ہے کہ پورا معاشرہ فتنوں کی زد میں آ گیا ہے۔ جب کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے کہ وہ عورتیں جن کے اندر نکاح کی رغبت ختم ہو چکی ہے وہ بھی بناؤ سنگھار سے بچیں:

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ [النور: ۶۰]

”بڑی بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید (خواہش ہی نہ) رہی ہو وہ اگر اپنے (اوپری) کپڑے اتار دیں تو ان پر کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر نہ کرنے والیاں نہ ہوں، تاہم اگر ان سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لیے بہت افضل ہے اور اللہ تعالیٰ سنتا اور جانتا ہے۔“

سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰۤاٰدَمُ لَا يَفْتِنَنَّكَ الشَّيْطٰنُ كَمَاۤ اَخْرَجَ اٰبَوٰیكَ مِنَ الْجَنَّةِ يَتَزَوَّجُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْۤاَتِهِمَا﴾ [الأعراف: ۲۷]

”اے اولاد آدم! شیطان تم کو کسی فتنہ میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے باہر کر دیا، ایسی حالت میں ان کا لباس بھی اتروادیا تا کہ وہ ان کو ان کی شرم گاہیں دکھائے۔“

غور و فکر کا فقدان:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ فکری یورش و یلغار کا خطرہ لشکر و سپاہ، ہتھیار و اسلحہ اور گولہ بارود سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ اسی لیے شریعت اسلامیہ نے بچوں کی تربیت کی طرف بار بار راہنمائی کی ہے

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ وَ مَن يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَمُرُّ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ [النور: ۲۱]

اے ایمان والو! شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو، جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے تو وہ بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم دے گا۔“

جب کہ نماز کے بارے میں فرمایا:

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ [العنکبوت: ۴۵]

”یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔“

حیا و غیرت کا خاتمہ اور اجتماعی بے حسی:

بے حیائی و بے غیرتی کا یہ عالم ہے کہ گھر میں بیٹھے ہوئے تمام افراد یا تھیٹروں میں پوری فیملی کے ساتھ فلموں کو دیکھا جاتا ہے جس میں فحش قسم کے مناظر اور لغو بے ہودہ گوئی کی باتیں سامنے آتی ہیں، جن کو ایک باپ اپنی بیٹی، ایک ماں اپنے بیٹے اور ایک بھائی اپنی بہن کی بغل میں بیٹھا دیوٹ بن کر دیکھتا اور سنتا رہتا ہے اور یہ قرآن کے اس فرمان کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْذُهَا النَّاسُ وَالْجَآرَةُ﴾ [التحریم: ۶]

”اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔“

اور بخاری کی روایت میں ہے:

”اِنْ مِمَّا اَدْرٰكُ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبِیَةِ الْاُولٰی اِذَا لَمْ تَسْتَحِیْ فَاَصْنَعْ مَا شِئْتَ۔“

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۶۱۲۰)

”سابقہ نبوت کی جو تعلیمات باقی رہ گئیں ان میں یہ بات بھی تھی کہ جب تمہارے اندر حیا نہ ہو تو جو چاہو سو کرو۔“

سے ہے۔“
یہ نقصانات دینی و دنیوی دونوں اعتبار سے ہیں، اس کے علاوہ طبی اعتبار سے بھی فلم بینی کے بے شمار نقصانات ہیں، جیسے آنکھوں کا خراب ہونا، سر درد ہونا وغیرہ۔

جوانو وقت کے الحاد کا رخ کون موڑے گا
رہے جب تم اگر فلمی اداکاروں سے وابستہ
(بہ شکر یہ ”محدث“، بنارس)



مولانا محمد رمضان رحمانی کا انتقال

مرکزی جمعیت ضلع میر پور خاص سندھ کے امیر، بزرگ عالم دین مولانا محمد رمضان رحمانی ۲۹ مارچ ۲۰۱۳ء بروز جمعہ وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا موصوف مرکزی جمعیت اہل حدیث میر پور خاص کی معروف شخصیت تھے۔ وہ کافی دنوں سے عارضہ قلب میں مبتلا تھے۔ ان کی نماز جنازہ میں سیکڑوں افراد اور ہر مکتبہ فکر کے لوگوں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ ان کے بھتیجے مولانا عبدالمبین صاحب نے پڑھائی۔ احباب مرحوم کی مغفرت و بلندی درجات کے لیے دعا فرمائیں۔
(مولانا افتخار احمد الازہری، میر پور خاص، سندھ)

الاعتصام

ایک علمی، اصلاحی اور دعوتی جریدہ ہے، اس کے فروغ اور توسیع اشاعت میں بھرپور حصہ لیں۔ اس سے مالی تعاون کرنا آپ کا اخلاقی فریضہ ہے۔ (ادارہ)

اور ماں باپ کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلایا ہے، تاکہ ان کی اچھی ذہن سازی نہ ہو سکے کیونکہ یہ بچے مستقبل میں قومی کشی کے ملاح ہوتے ہیں۔ فلموں کے غلط اثرات کا اندازہ اس طرح سے لگائیے کہ ایک فیملی عمرہ کر کے واپس ہوئی تو دہلی کے ایک صحافی نے ان کے گیارہ سالہ بچے سے سوال کیا کہ اے بیٹے! تم نے کعبہ میں کیا دعا مانگی؟ تو اس نے بڑے بے باکی اور جرأت مندی سے جواب دیا کہ میں نے اللہ میاں سے یہ دعا کی کہ اللہ! امیتا بھ بچن کو صحت اور توانائی عطا کر دے۔ (وہ ان دنوں کسی فلم کی شوٹنگ کے درمیان زخمی ہو گیا تھا۔) (نور تجید، جون ۲۰۰۸ء)

دوسری قوموں کی مشابہت:

فلموں کی اداکاروں اور اداکار کے لباس اور طور طریقوں کی مسلم بچے نقل کرتے ہیں۔ ان لباسوں اور طور طریق کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کے اسوہ اور نمونہ کو قرآن میں یوں بیان کر دیا گیا ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ [الأحزاب: ۲۱]

”یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ موجود ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بہ کثرت اللہ کو یاد کرتا ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ﴾ [الممتحنة: ۴]

”مسلمانو! تمہارے لیے حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے۔“

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

”من تشبه بقوم فهو منهم۔“ (أبو داود: ۴۰۳۱)
”جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ ان ہی میں

مجھے ووٹ کون دے گا؟ قرآن مجید کی فریاد، پاکستانی قائدین اور عوام سے

مولانا محمد صادق سیالکوٹی

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

الظَّالِمُونَ﴾ [المائدة: ۴۵]

”اور جو کوئی خدا کی اتاری ہوئی (کتاب) کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو یہی لوگ ظالم ہیں۔“

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

الْفَاسِقُونَ﴾ [المائدة: ۴۷]

”اور جو کوئی خدا کی اتاری ہوئی (کتاب) کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو یہی لوگ نافرمان ہیں۔“

تینوں آیتوں کا ماحصل یہ ہے کہ جو لوگ قرآن کے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے۔ وہ کافر ہیں، ظالم ہیں، فاسق ہیں۔ باوجود اتنی سخت تاکید اور تحریف کے تم نے (اے پاکستانی مسلمانو!) قرآنی قانون اور شرعی تعزیرات ملک میں نافذ نہیں کیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے اندر کسی کی جان، مال اور عزت محفوظ نہیں ہے۔ چوری، ڈاکہ، راہزنی، فحاشی، عیاشی، شراب خوری، زنا، اغوا، لڑکیوں کا سر بازار اٹھایا جانا۔ بسوں، لاریوں اور ریل گاڑیوں میں ڈاکے۔ پستو لوں، رافٹوں اور خنجروں، چھروں کا آزادانہ استعمال۔ مار، دھاڑ، لوٹ، رشوت کی گرم بازاری، بے حیائی کا جھکڑ چل رہا ہے۔ اس مسموم آندھی کو روکنے کے لیے نہ رعایا ہی کچھ کر سکی ہے کہ بے بس ہے اور نہ ہی ہیئت مقتدرہ اپنے اختیارات بروئے کار لائی ہے اور سارا ملک مذہبی بیگانگی اور اخلاقی زوال کی لپیٹ میں ہے۔

بہت سی سیاسی جماعتیں اقتدار کی کرسی پر براجمان ہونے کے لیے معرض وجود میں آچکی ہیں۔ میں (قرآن) نے کسی جماعت کے منشور میں یہ نہیں دیکھا کہ برسر اقتدار آنے کے بعد ہم ملک میں شرعی

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر

تیرا زجاج بن نہ سکے گا حریف سنگ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والو! مسلمانو! میں قرآن مجید ہوں۔ منزل من اللہ ہوں۔ مجھے جبریل لایا۔ میں قلب محمد ﷺ پر اتارا گیا ہوں، جو اللہ کے رسول امین خاتم النبیین ہیں۔ میرے بارے میں حضور ﷺ فرماتے ہیں:

((إن السله يرفع بهذا الكتاب أقواما ويضع به

آخرين.)) (مشكاة: ۲۱۵۱)

”بے شک اللہ تعالیٰ اسی کتاب (قرآن) کے ساتھ قوموں کو سر بلند کرتا ہے اور اسی کے ساتھ (بد عمل) قوموں کو پست کرتا ہے۔“

یعنی جو لوگ امثال اوامر کرتے ہیں اور میرے منزل من اللہ قانون پر چلتے ہیں وہ دنیا میں سر بلند ہوتے، امن و سکون پاتے اور عزت کی رفعتوں پر پہنچتے ہیں۔ اور جو مجھے صرف چومتے، ریشمی جزدانوں میں رکھتے اور خوشبوؤں میں بسا کر گلدستہ طاق نسیاں بناتے ہیں نہ میرے اوامر کی پروا کرتے ہیں اور نہ میرے قانون کو نافذ کرتے ہیں۔ وہ پستی، ذلت، امتری اور انتشار کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہتے ہیں۔

میرا آسمانی قانون پاکستان میں نافذ کرو اور دیکھو اس بارے میں خدا تعالیٰ کا کتنا سخت حکم آیا ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

الْكُفْرُونَ﴾ [المائدة: ۴۴]

”اور جو کوئی خدا کی اتاری ہوئی (کتاب) کے مطابق فیصلہ

نہ کرے تو یہی لوگ کافر ہیں۔“

یہ میری عقیدت کے دعوے قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں ایسے بھی ستایا جاتا ہوں
کس بزم میں میرا ذکر نہیں، کس عرس میں میری دھوم نہیں
میں پھر بھی اکیلا رہتا ہوں مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں
ان دنوں ملک میں الیکشن کی ہاؤ ہوا اور خوب گہما گہمی ہے۔ زور شور
سے الیکشن لڑنے کے لیے سر دھڑکی بازی لگائی جا رہی ہے۔
مجھے ووٹ کون دے گا؟

میں (قرآن) اعلان کرتا ہوں کہ پہلے مجھے پہچانو کہ میں کون
ہوں، سنو! میں اللہ کا کلام قرآن مجید ہوں جو کوئی میرے منزل من اللہ
ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے پس میری چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ
آیتیں اللہ کے قانون کا سرچشمہ ہیں۔

میں (قرآن) نے تمہاری من مانی کارروائیاں اور قرآنی
تعزیرات کے علی الرغم تمہاری جرائم افزا تعزیرات ملاحظہ کی ہیں۔ اتنے
عرصے میں ملک مذہبی اور اخلاقی لحاظ سے تاریک ہو چکا ہے۔ اب تم
میرے آگے ہتھیار ڈال دو اور سب مجھے ووٹ دے کر اقتدار میرے
حوالے کر دو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جو جماعت حلفاً یہ اعلان کرے
کہ وہ برسر اقتدار آ کر قرآنی تعزیرات کو قانون کی شکل دے کر ملک
میں نافذ کرے گی۔ تمہارا ایسی جماعت کو ووٹ دینا قرآن کو ووٹ
دینا ہوگا۔ پس اب میں دیکھوں گا کہ مجھے کون ووٹ دیتا ہے؟

اور اگر تم نے (پاکستانیو!) میری نمائندہ جماعت کو ووٹ نہ دیا اور
معاملہ حسب دستور رہا تو پھر تم آئندہ میرا نام نہ لینا، مجھے استعمال نہ
کرنا، نہ سیاسی بیانون میں میرا نام لینا۔ کیونکہ تمہاری سب عقیدتیں
اور ارادتیں ریاکارانہ اور منافقانہ ہیں۔ تمہاری آنکھیں قیامت کے
روز اس وقت کھلیں گی جب رسول خدا ﷺ تمہارے متعلق خدا کی
جناب میں یہ بیان دیں گے:

﴿وَقَالَ الرَّسُولُ يَرْبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ

مَهْجُورًا﴾ [الفرقان: ۳۰]

”اور کہے گا رسول ﷺ اے میرے رب! میری امت نے
اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔“

تعزیرات نافذ کریں گے۔ چور کا ہاتھ کاٹیں گے۔ زانی کو رجم کریں
گے۔ شرابی کو کوڑے ماریں گے۔ ڈاکوؤں، رہزنوں کو یُصَلِّبُوا کے
مطابق پھانسی دیں گے۔ لواطت کرنے والوں فاعل اور مفعول
دونوں کو سزائے موت دیں گے۔ راشیوں، مرتشیوں، بے پردہ
پہننے والیوں اور غنڈوں کو قانونی سزا دیں گے۔ وغیرہ

مسلمانو! تم نے نمائشی طور پر مجھے خوب خوب چوما، اور پھولوں میں
بسایا بھی۔ لیکن جب میں نے تم سے کہا کہ میرا اقتدار علی مان کر خدائی
تعزیرات ملک میں جاری کرو۔ تو تم نے ہر بار میرا گلا گھونٹا اور کہا
چپ، چپ۔ میرا قانون تمہارے من مانے خانگی قانون کی آہنی
زنجیروں میں کرا رہا ہے۔ نہ تم میری آواز نکلنے دیتے ہو، نہ میرے
امرو نہی کا تمہیں کچھ پاس ہے۔ تم قید فرنگ سے آزاد ہو گئے اور مجھے
قید کر رکھا ہے۔ بتاؤ مجھ سے بڑا اور کون مظلوم ہے؟

آہ حزب اختلاف نے بیسیوں بار حکومت سے ناراض ہو کر واک
آؤٹ کیا۔ لیکن ایک بار اس لیے واک آؤٹ نہ کیا کہ حکومت قرآنی
قانون اور شرعی تعزیرات کو نافذ نہیں کرتی۔

ماہر القادری نے میرے بارے میں بالکل سچی بات کہی ہے۔
طاقتوں میں سبایا جاتا ہوں آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں

تعویذ بنایا جاتا ہوں دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر و ریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جب قول و قسم لینے کے لیے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے ہاتھوں پہ اٹھایا جاتا ہوں
جیسے کسی طوطے مینا کو کچھ بول سکھائے جاتے ہیں

اس طرح پڑھایا جاتا ہوں، اس طرح سکھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں

کہنے کو میں اک اک جلسے میں پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
نیکی پہ بدی کا غلبہ ہے سچائی سے بڑھ کر دھوکا ہے
اک بار ہنسایا جاتا ہوں، سو بار رلایا جاتا ہوں

شیخ الحدیث حافظ ابوالقاسم محمد بھٹوی رحمہ اللہ

قاری محمد طیب بھٹوی، سرفراز کالونی، گوجرانوالہ

بھٹہ محبت میں مدرسہ تدریس القرآن کا اجراء:

۱۹۶۶ء میں حافظ محمد بھٹوی رحمہ اللہ نے اپنے گاؤں بھٹہ محبت میں تدریس القرآن کے نام سے مدرسہ کا اجراء کیا۔ جس میں پہلے سال ہی ۱۵ سے ۲۰ طلباء نے داخلہ لیا۔ جن میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سابق ناظم اعلیٰ میاں جمیل صاحب کنوینئر تحریک دعوت توحید بھی تھے۔ آپ نے ابتدائی کتابیں بلوغ المرام، ابواب الصرف وغیرہ حافظ صاحب سے پڑھیں۔ ان طلباء میں قاری رفیق صاحب مدرس جامع مسجد اہل حدیث چوئیاں وغیرہ شامل تھے۔ کچھ طلباء کا کھانا مختلف گھروں سے آتا اور باقی کا کھانا حافظ صاحب کے گھر سے آتا۔ تقریباً دو سال بعد مولانا محمد حنیف ملتانی تشریف لائے اور حافظ صاحب کو ملتان باغ عام خاص کے لیے اصرار کیا مگر حافظ صاحب نے انکار کر دیا۔ ملتانی صاحب دوبارہ بار تشریف لائے اور مجبور کرنے پر حافظ صاحب موصوف نے ان سے وعدہ کر لیا اور پھر حسب وعدہ ملتان چلے گئے۔

کاموکی میں آمد:

کئی سال ملتان پڑھانے کے بعد گھر تشریف لے آئے تو مولانا عطاء الرحمن بن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ کو پتا چلا تو وہ حافظ محمد بھٹوی رحمہ اللہ کو لائے پار مسجد مدنی کاموکی لے آئے اور مدرسہ شروع کر دیا۔ پھر یہ مدرسہ کچھ لوگوں کی نا اتفاقی سے کاموکی کی مختلف مسجدوں میں گھومتا رہا اور عمدہ لوگ پیدا ہوتے رہے۔ کہیں مولوی بشیر احمد بھٹوی، کہیں بشیر الہی شاکر، کہیں عبدالرحمان زاہد بھٹوی اور کہیں حافظ محمد حنیف ربانی وغیرہم۔ تاہم اس سارے عرصے میں حاجی غلام محمد صاحب مالان والے آف بلال پارک کاموکی مسلسل مدرسہ رحمانیہ

کی سرپرستی فرماتے رہے۔ حافظ موصوف کچھ عرصہ لائن پار کاموکی مدرسہ البنات میں باقاعدہ ڈیوٹی دیتے رہے۔ آپ کے بیٹے حافظ عبدالسلام جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ سے چھوڑ کر مرکز طیبہ مرید کے آگئے تو کچھ ہی عرصہ بعد حافظ عبدالسلام صاحب کے اصرار پر حافظ صاحب بھی مرکز طیبہ مرید کے چلے آئے۔ وہاں بھی پڑھانے کا سلسلہ جاری رہا اور رضا کارانہ طور پر حافظ صاحب پڑھاتے رہے جن میں آپ کا نواسہ سعید طیب اور امیر جماعت الدعوتہ پروفیسر سعید صاحب کا بیٹا طلحہ سعید سرفہرست ہیں۔

زندگی کے آخری ایام:

صحت کی کمزوری کی وجہ سے آخری ایام میں پڑھانا بالکل چھوڑ دیا۔ البتہ تلاوت قرآن پاک کا سلسلہ آخری وقت تک جاری رہا۔ وفات سے چند دن پہلے دماغ پر کچھ فالج کا ایک ہوا جس سے یادداشت کبھی بحال اور کبھی مفقود ہو جاتی مگر تلاوت قرآن پاک اس حالت میں بھی جاری رہی۔ ان کے اکلوتے لخت جگر حافظ عبدالسلام صاحب فرماتے ہیں: جب میں نے کان لگا کر سنا تو سورہ یوسف کی تلاوت فرما رہے تھے۔ طبیعت میں سچا اور سنجیدہ مزاج غالب تھا جو آخری دم تک رہا۔ زندگی کے آخری ایام میں ذکی الرحمان لکھوی اور عبدالرحمان الداغل بھائی عیادت کے لیے آئے۔ بتایا گیا کہ ذکی الرحمان اور الداغل بھائی ہیں۔ فرمانے لگے کوئی داخل ہے اور کوئی خارج ہے۔

وفات سے دو دن پہلے بار بار کہنے لگے چلو اپنے گھر چلیں۔ جب کہا جاتا ہم اپنے گھر ہیں تو فرماتے یہ ہمارا گھر نہیں ہے۔ چلو اپنے گھر چلیں۔ آخر اپنے گھر جانے والے کو اپنے گھر جانے سے کوئی نہ روک سکا۔ پھر یہ دین کا آفتاب ضیاء بار اپنی کرنیں سیٹھتا ہوا ۱۷ جولائی

۱۹۹۵ء کو ۸۵ سال کی عمر میں اس دنیا فانی سے ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اساتذہ کرام:

شیخ الحدیث محدث عرب و عجم حافظ محمد گوندلوی، شیخ الحدیث مولانا عبد الجبار کھنڈیلوی، شیخ الحدیث مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، حافظ بشیر احمد حسینی، قاضی حمید اللہ سیالکوٹی، مولانا عبد المجید دینا نگری، مولانا اول علی بن یوسف زیروی، مولانا عطاء اللہ لکھوی، میاں احمد دین امان والا، مولوی عبدالرحمان بھٹوی اور ماسٹر روشن شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ۔

ہم عصر ساتھی، کلاس فیلو:

شیخ الحدیث حافظ محمد اسحاق حسینی، مولانا عبدالرحمان صافوی، مولانا قدرت اللہ بڑھیمالوی، شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عبداللہ بڑھیمالوی، مولانا محمد اسماعیل ببرکھائی ضلع قصور، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، مولانا عبدالعزیز آف حسین خانوالہ، (والد محترم پروفیسر عبدالجبار شاہ کپڑوکی)، صوفی محمد آف کنگن پور معاون مصنف تحفۃ الاحوذی، مولانا حکیم بدر الدین صاحب پٹوکی رحمۃ اللہ علیہ (سسر حافظ عبدالسلام بھٹوی)۔

شاگردان رشید:

مبلغ اسلام حافظ محمد یحییٰ میر محمدی، مولانا محمد یعقوب برادر اکبر حافظ یحییٰ میر محمدی، مولانا محمد عبداللہ (والد محترم قاری ابراہیم)، مولانا محمد صدیق کرپانوی فیصل آباد، مولانا عتیق اللہ بن میاں باقر، جھوک دادو طوران، حافظ عبدالغفور جہلمی، حافظ محمد عبداللہ بھٹوی رحمۃ اللہ علیہ، میاں جمیل آف گوہڑ پٹوکی (سابق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان)، مولوی نور اللہ بلوچ (والد قاری یحییٰ رسول نگری)، مولانا عبداللطیف بھٹوی، حافظ محمد شریف بھٹوی، مولانا محمد رفیق مدن پوری، شیخ الحدیث مولانا عبداللہ امجد چھتوی، مولانا عبدالعزیز طور، مولانا حافظ محمد حنیف ربانی، مولانا عبدالرحمان زاہد بھٹوی، قاری رحمت اللہ بھٹوی، مولوی بشیر احمد بھٹوی، حافظ ذکاء اللہ کاموکی، مولانا ثناء اللہ قلند

کار، سید ضیاء اللہ شاہ ساہیوال اور راقم الحروف محمد طیب بھٹوی وغیرہم۔
نکاح:

پہلی شادی حقیقی چچا نور دین کے گھر ہوئی۔ ایک بیٹا ہوا چند دنوں بعد بیوی فوت ہو گئی۔ تقریباً ایک سال بعد بیٹا بھی فوت ہو گیا۔ دوسری شادی گوہڑ چک نمبر ۸ پٹوکی ہوئی۔ تین بیٹیاں، ایک بیٹا بقید حیات ہیں۔ بیٹے کا نام حافظ عبدالسلام بن محمد بھٹوی ہے جو کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ بڑی بیٹی راقم الحروف کی اہلیہ، دوسری مولانا ڈاکٹر نذیر حماد آف گوجرانوالہ کی اہلیہ ہیں اور تیسری معذور ہے۔
حق گوئی، بے باکی:

ہمارے گاؤں بھٹہ محبت کے قرب و جوار میں پیروں کی بہت سی گدیاں ہیں۔ ایک طرف شیر گڑھ میں کرمانی پیر ہیں۔ جن کے بزرگ صاحب مزار حضرت داود بندگی ہیں۔ دوسری طرف سید افضل شاہ اعجاز شاہ گدی نشین ہیں۔ جن کے صاحب مزار بزرگ شاہ مقیم ہیں۔ اسی طرح اور بھی گدیاں ہیں۔ ان میں حجرہ شاہ مقیم کے گدی نشین سید افضل شاہ ہمارے گاؤں میں بہت سے مریدوں کے پیر ہیں۔ باقاعدہ سیاست میں حصہ لیتے ہیں اور الیکشن لڑتے ہیں۔ الیکشن کے دنوں میں پیر صاحب مریدوں کے پاس ووٹ لینے آئے۔ جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ مولوی عابد بھٹوی بتاتے ہیں کہ ہم سکول پڑھتے تھے۔ الیکشن قریب تھا۔ پیر افضل شاہ کے لیے سکول میں جلسہ عام کا اہتمام کیا۔ جس میں پیر صاحب نے خطاب فرمایا تھا۔ کچھ عقیدت مند ووٹوں کے حوالے سے حافظ محمد صاحب کو تلاوت قرآن کے لیے ساتھ لے گئے۔ یہ بات پہلے عرض کر چکا ہوں کہ حافظ صاحب کی شخصیت پورے گاؤں میں غیر متنازعہ تھی۔ حافظ محمد صاحب جلسہ گاہ میں پہنچے تو ایک لڑکا پیر صاحب کی شان میں ایک نظم پڑھ رہا تھا جو کچھ اس طرح تھی ع
بوہے کھلے نی جم جم آ پیرا
نالے ووٹ لے جانالے نوٹ لے جا
ساڈے ستے ہوئے بھاگ جگا پیرا
پیر صاحب تشریف لے آئے۔ شیخ سیکرٹری نے باقاعدہ کارروائی

شروع کی اور حافظ صاحب کو تلاوت قرآن پاک کے لیے دعوت دی۔ حافظ محمد نے سورۃ الانبیاء کے آخری رکوع کی تلاوت شروع کی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا﴾

[الأنبياء: ۷۳]

”جن کو اللہ کے سوا یہ مشرک پکارتے ہیں وہ تو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔“ آخر تک

تلاوت کے ساتھ ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ پیر تمہارے بھاگ کیا جگائیں گے یہ تو اپنے بھاگ بھی نہیں جگا سکتے بلکہ سب لوگ اللہ کے محتاج ہیں۔ پندرہ بیس منٹ اپنے انداز میں خوب کھول کر توحید بیان کی اور شرک کا رد کیا۔ ہر طرف سناٹا تھا۔ لوگ دیکھ رہے تھے اب دیکھو پیر صاحب کیا فرماتے ہیں۔ حافظ صاحب بیٹھ گئے۔ اب پیر صاحب خطاب کے لیے کھڑے ہوئے۔ فرمانے لگے بزرگوں نے جو کچھ فرمایا ہے قرآن پاک کی روشنی میں درست فرمایا ہے۔ ہم واقعی کسی شے کے مالک نہیں۔ لوگ خواہ مخواہ ہمارے متعلق اس قسم کی باتیں بناتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے اقبال رحمہ اللہ نے کہا تھا:

آئین جو انمرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

صدراقت واستغناء:

راقم کے علم کے مطابق محمد بھٹوی رحمہ اللہ نے پوری زندگی غربت کے باوجود بھی کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا۔ طبیعت میں لالچ بالکل نہیں تھا۔ چالپوسی اور خوشامد پسند نہ کرتے تھے۔ اسی وجہ سے مالدار لوگوں سے کم اور غرباء سے ساری زندگی دوستی رہی۔ صاف گوئی اور سچ کے عادی تھے جھوٹ سے سخت نفرت کرتے تھے۔ حافظ صاحب کے بیٹے حافظ عبدالسلام صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے اپنی ہوش میں تقریباً پینتیس سال انہیں دیکھا ہے، کبھی ان کی زبان سے جھوٹ نہیں سنا۔ ایک دفعہ ساتھیوں نے مجبور کیا اور سکھایا کہ آپ نے یہ بات اس طرح کہنی ہے مگر ان کی زبان سے سچی بات ہی نکلی۔ سکھائی ہوئی بات وہ کر ہی نہ سکے۔ کھری بات کہنے کے عادی تھے۔ اس پر کئی لوگ

ناراض ہو جاتے مگر ان کی طبیعت کی افتاد یہی تھی۔

(گلستان حدیث، ص: ۲۹۲)

نکل جاتی ہے سچی بات جس کے منہ مستی میں

فقیہ مصلحت میں سے وہ رند بادہ خوار اچھا

تدریس سے شغف:

پڑھانے کا شوق جنون کی حد تک تھا۔ الفباء سے صحیح بخاری تک جو بھی سبق پڑھانے کے لیے کہا جاتا۔ بلا جھجک پڑھاتے۔ اگر کوئی کتاب مشکل ہے یا اس سے پہلے پڑھی پڑھائی نہیں تو بھی انکار نہیں بلکہ اس کے لیے بھرپور طریقہ سے تیاری کرتے۔ مثلاً: دارالحدیث اوکاڑا میں پڑھانے کے لیے بات ہوئی تو بتایا گیا کہ آپ نے سلم العلوم اور مسلم الثبوت بھی پڑھائی ہیں۔ سال شروع ہونے میں ڈیڑھ ماہ باقی تھا۔ حافظ محمد صاحب مولانا محمد داود غزنوی کے پاس گئے۔ انھوں نے دونوں کتابوں کی ایک ایک شرح اپنے کتب خانہ سے دے دیں۔ شرحیں لے کر اپنے استاد محترم حضرت محدث گوندلوی رحمہ اللہ کے پاس گوجرانوالہ چلے گئے۔ ایک ہفتہ میں دونوں کتابوں کا شرح کی مدد سے مطالعہ کیا اور جہاں کہیں مشکل پیش آئی استاد محترم سے رجوع کیا۔ اس طرح کتابیں شروع کرنے سے پہلے ہی ان کی تیاری مکمل کر لی۔ اسی طرح بیضاوی شریف پہلی دفعہ پڑھاتے ہوئے کوئی دشواری پیش آتی تو اپنے پرانے ساتھی حافظ محمد عبداللہ بڑھیمالوی رحمہ اللہ سے پوچھ لیتے جو اس وقت جامعہ محمدیہ اوکاڑا میں پڑھاتے تھے۔

تربیت اولاد:

حافظ صاحب کے بیٹے حافظ عبدالسلام صاحب اپنا بچپن کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

مدرسہ ڈھلیانہ میں تدریس کے دوران ہماری رہائش چک نمبر ۴ جی ڈی غلام رسول والا میں تھی جو ریٹالہ خورد سے دس بارہ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ سڑک کچھی تھی۔ میری عمر آٹھ سال تھی۔ ایک دفعہ والد صاحب مجھے اپنے ساتھ ریٹالہ خورد لے گئے۔ سامان وغیرہ خریدا کچھ سامان ایک منیاری کی ریڑھی سے خریدا تو میں نے ریڑھی سے ہاتھوں

میں پڑھنے گیا۔ پھر اہل حدیث ہو گیا اور ۳۰ سال سے ضلع گوجرانوالہ کے معروف گاؤں دلاور چیمہ میں مسلک کی خدمت کر رہا ہے۔

حافظ محمد صاحب رحمہ اللہ اس سلسلہ میں غریب گھرانوں کے بچوں کے ساتھ حسب استطاعت مالی تعاون بھی کرتے اور ساتھ ساتھ ان کو پردیس میں رہ کر پڑھنے کے نتیجے میں اچھے مستقبل کی ترغیب بھی دیتے۔ مجھے یاد ہے کہ بڑے پیارے انداز سے سمجھاتے اور یہ شعر سنایا کرتے ع

سر پھول وہ چڑھا جو چن سے نکل گیا
عزت اسے ملی جو وطن سے نکل گیا

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج اللہ کے فضل سے حافظ صاحب رحمہ اللہ کی محنت کا پھل بلا واسطہ یا بالواسطہ ہر طرف نظر آتا ہے اور بیسیوں علماء بھٹہ محبت کے کونے کونے میں دین حنیف کی خدمت میں سرگرم عمل ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ بمصدق حدیث نبوی و علم ینتفع بہ کے مصداق یہ سب حاملین علم دین آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہوں گے، ان شاء اللہ۔

گاؤں میں تبلیغی پروگرام:

بھٹہ محبت میں وجودیوں پیر پرستوں اور تہذیبوں کی بہت کثرت ہے۔ اس لیے وقتاً فوقتاً جماعت کے معروف خطباء کو بلا کر جلسے، تقریریں کرواتے رہتے تھے، مثلاً: خطیب پاکستان مولانا محمد حسین شیخوپوری، مولانا علی محمد مصام، مولانا شہاب الدین ثاقب، شہید اسلام مولانا حبیب الرحمان یزدانی، مولانا محمد حسن بصری، مولانا محمد علی جندرا کے والے اور دیگر معروف علماء گاہے گاہے خطاب فرمانے کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔

جس دن جلسہ ہوتا اس دن گاؤں میں عجب رونق ہوتی۔ ارد گرد کے دیہات سے لوگ جلسہ سننے کے لیے آ جاتے۔ حنفی حضرات مسجد میں کم آتے۔ بازار میں بیٹھے تقریر سنتے رہتے۔ جھگڑا کے خطرہ کے پیش نظر ہماری برادری کے نمازی غیر نمازی داڑھی والے غیر داڑھی والے سب حضرات پہنچ جاتے۔ مسجد کی چھت پر خطیب صاحب کی تقریر ہوتی۔

میں پہننے والی چند انگوٹھیاں اٹھالیں۔ گھر آ کر والد صاحب کو دکھائیں تو فرمانے لگے تمہارے لیے اتنی سزا ہی ہے کہ یہ انگوٹھیاں تم نے خود ریڑھی والے کو واپس کرنی ہیں۔ اسی وقت سائیکل پر مجھے بٹھایا دوبارہ دس بارہ کلومیٹر کچا راستہ طے کیا۔ ریڑھی والے کے پاس گئے۔ کہنے لگے چلو انگوٹھیاں واپس کرو۔ میں نے انگوٹھیاں واپس کیں اسی وقت گھر واپس آ گئے۔ اس واقعہ سے مجھے ایسی نصیحت ہوئی کہ کسی کی چیز اٹھانے کا خیال بھی ہمیشہ کے لیے دل سے نکل گیا۔ الحمد للہ

گاؤں کے بچوں پر محنت:

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَلَوْ لَا نَفَرْنَا مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾ [التوبة: ۱۲۲]

”سوان کے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ کیوں نہ نکلے تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور تاکہ وہ اپنی قوم کو ڈرائیں جب ان کی طرف واپس جائیں تاکہ وہ بچ جائیں۔“

اس آیت کریمہ کے مصداق حافظ محمد بھٹوی رحمہ اللہ اگرچہ گاؤں میں کم ہی رہتے تھے۔ مگر اپنی قوم کے بچوں سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔ جب گاؤں میں آتے برادری غیر برادری میں نظر دوڑاتے جن بچوں کو اس قابل سمجھتے ان کے والدین سے مل کر کہتے کہ یہ بچہ مجھے دے دو۔ میں اس کو پڑھاؤں گا۔ احتراماً آپ کا انکار کرنے کی کوئی جرأت نہ کرتا۔ مولوی رمضان ولد احمد دین، مولوی سردار ولد بولاقی وغیرہ کٹر پیر پرست خاندان تھے مگر جب حافظ صاحب نے ان کے والدین کو کہا تو بلا تامل بچے انھوں نے حافظ موصوف کے سپرد کر دیے اور جب ان کو اس بات پر اکسایا گیا کہ تمہارے بچے وہابی ہو جائیں گے تو انھوں نے ایک ہی جواب دیا کہ ہم نے یہ بچے حافظ محمد صاحب رحمہ اللہ کو دے دیئے ہیں۔ وہ وہابی بنائیں یا جو مرضی بنائیں ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔ حتیٰ کہ بھٹہ محبت کی بڑی مسجد بریلویہ کے امام صاحب میاں محمد ابراہیم رحمہ اللہ کا بیٹا محمد طفیل حافظ موصوف کی شفقت اور تحریک سے اہل حدیث مدرسہ

پندرہ دن دم کیا تو ہمشیرہ ٹانگ پر کھڑی ہونے کے قابل ہو گئی۔ اور دوبارہ بیساکھی کی مدد سے چلنے لگی۔ اس طرح دوسرے ذکر اذکار کرنے والے حضرات سے ملتے رہتے اور وظائف پوچھتے اور کرتے رہتے۔
تلاوت قرآن پاک:

بچپن میں قرآن پاک حفظ کیا۔ تلاوت بڑی تیز رفتاری سے کرتے۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک گاؤں میں قرآن پاک سنانے کے لیے گیا۔ وہاں کسی بزرگ نے نصیحت کی کہ قرآن پاک ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔ تو پھر دوبارہ آہستہ رفتار کے ساتھ قرآن پاک یاد کیا۔ میر محمد ضلع قصور میں ایک حافظ صاحب قرآن سناتے تھے۔ کسی وجہ سے رمضان المبارک کی آخری رات ان کے ابھی تیرہ پارے رہتے تھے۔ تو حافظ محمد بھٹوی نے وہ تمام پارے پڑھ کر قرآن پاک ختم کر دیا۔

زیارت حرمین شریفین:

کون مسلمان ہے کہ جس کا دل زیارت حرمین شریفین کے لیے نہ تڑپتا ہو۔ حضرت حافظ صاحب نے دل میں بھی یہ تڑپ انتہا درجہ کی تھی۔ ایوب خان کا دور تھا کوشش کر کے۔ ۱۶۰۰ روپے جمع کیے اور حج کی درخواست دی حتیٰ کہ تین سال مسلسل درخواست دیتے رہے مگر اللہ تعالیٰ کو منظور نہ ہوا۔ انھیں دنوں حکومت تبدیلی ہوئی اور حج کا خرچہ ہزاروں میں پہنچ گیا۔ تو ۱۶۰۰ روپے اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا اور فرمانے لگے جب قسمت میں ہوا اللہ تعالیٰ حج کرا دے گا۔ چنانچہ ۷۸-۷۹ء میں اپنے بیٹے حافظ عبدالسلام صاحب کے ساتھ زیارت حرمین شریفین کے لیے تشریف لے گئے اور تین ماہ وہاں رہ کر خوب جی بھر کر حرمین میں نمازیں پڑھیں، عمرے کیے اور بیت اللہ کے حج سے مشرف ہوئے۔ الحمد للہ

شیخ الحدیث حافظ ابوالقاسم محمد بھٹوی کے لیے آخرت میں جہاں سکینروں علمائے کرام شاگرد صدقہ جاریہ ہیں۔ وہاں آپ کی آل اولاد میں کم وبیش اکیس بائیس افراد حافظ قرآن، عالم دین خدمت دین میں مصروف ہیں، جو بدعوالہ کے مصداق آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں، ان شاء اللہ

جس کی آواز بازار میں بھی جاتی۔ سیکر نہ بھی ہوتا تب بھی رات کے سکوت میں تقریر بازار میں بیٹھے لوگ بھی پورے انہماک اور توجہ سے سنتے۔ کبھی کبھی تھوڑا بہت ہنگامہ ہو بھی جاتا جو خود ہی فرو ہو جاتا۔ ان علماء کی تقریروں سے بھی توحید و سنت کی اشاعت میں بہت مدد ملی۔

صدقہ و خیرات:

حضرت حافظ محمد صاحب بھٹوی کے بیٹے حافظ عبدالسلام صاحب بھٹوی فرماتے ہیں کہ والد صاحب اپنی تھوڑی بہت آمدنی سے صدقہ ضرور کرتے تھے۔ میں چھوٹا تھا۔ میرے ہاتھ سے پیسے دلاتے تاکہ مجھے بھی صدقہ کی عادت پڑ جائے۔ چونکہ بچپن میں غربت دیکھی تھی۔ پیسے ضائع نہیں کرتے تھے۔ اگر ضرورت سے بچ جاتے تو کوئی گھر کی چیز بنا لیتے یا صدقہ کر دیتے۔ وفات سے کچھ عرصہ پہلے ان کے پاس دس ہزار روپے جمع ہو گئے۔ ہمارے گاؤں کے قریب کوٹ ٹبہ پکی سڑک پر اہل حدیث کی مسجد بن رہی تھی جس کی دیواریں بن چکی تھیں مگر پیسے نہ ہونے کی وجہ سے چھت باقی تھی۔ والد صاحب نے وہ دس ہزار روپے وہاں بھیج دیئے جس سے مسجد کی چھت پڑ گئی۔ الحمد للہ یہ مسجد پوری آباد ہے جو موصوف کا صدقہ جاریہ ہے۔

ذکر اذکار کی کثرت:

تلاوت قرآن پاک تو حسب معمول کرتے ہی تھے۔ اس کے علاوہ بھی ذکر اذکار کثرت سے کرتے رہتے تھے۔ مشکل اوقات میں آیت الکرسی یا کسی اور دعا کا ورد بھی کرتے۔ حافظ عبدالسلام صاحب فرماتے ہیں کہ میری ہمشیرہ جس کی ایک ٹانگ بچپن ہی میں سوکھ گئی تھی۔ بیساکھی کی مدد سے چلتی تھی۔ اللہ کی طرف سے ایسی آزمائش آئی کہ اس کی دوسری ٹانگ نے بھی کام کرنا چھوڑ دیا۔ والد صاحب نے اس کے لیے ایک ریڑھا بنوایا مگر ہمارے لیے اس کو لیے پھرنا سخت مشکل تھا۔ پیشاب پاخانہ کی حاجت میں بہت مشکل ہوتی۔ والد صاحب میاں چنوں کے قریب ایک گاؤں میں ایک بزرگ صوفی محمد صاحب فرماتے تھے ان کے پاس گئے۔ انھوں نے عمل بتایا کہ پانی میں شہادت کی انگلی رکھ کر اکتالیس دفعہ سورۃ فاتحہ بسم اللہ سمیت پڑھ کر بلاؤ۔ چودہ

وقت کم، مسائل زیادہ

محمد سلیم چنیوٹی

کہ کون میدان میں رہے گا اور کون میدان سے خارج ہو کر عوامی خدمت سے محروم رہے گا۔ یوں تو عوام کے خادم ہزاروں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ یہ خادمیت کے چکر میں اپنی ہی ”خدمت“ کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔ حیرانی ہوتی ہے جب کرپشن اور بدعنوانی کے کیس اخبارات کی زینت بنتے ہیں تو بڑے بڑوں کے نام دیکھ کر ایک عام آدمی بھی ششدر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ نگرانوں کی نگرانی کے دن قلیل ہیں۔ اپریل کا آغاز ہے اور مئی کے دوسرے ہفتے ہی الیکشن ۲۰۱۳ء ہے۔ خیر سے دو بڑی سیاسی پارٹیوں (پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن)) کے علاوہ دیگر قابل ذکر پارٹیوں میں پاکستان تحریک انصاف، مسلم لیگ چوہدری برادران، جماعت اسلامی اے این پی، متحدہ قومی موومنٹ اور بعض الائنسز بھی میدان انتخاب میں خم ٹھونک کر آنے والے ہیں۔

پاکستانی قوم علاقائی و بین الاقوامی سطح پر بعض دقیق مسائل میں گھری ہوئی ہے۔ افغانستان کی سرزمین پر امریکی تسلط سے دیگر نیٹو ممالک ابھی انخلاء نہیں کر پائے۔ امریکی صدر نے افغانستان سے نکلنے کے لیے ۲۰۱۴ء کا اعلان ضرور کیا ہے مگر نیٹو افواج کی کمان بھی ایک نئے جرنیل کو سونپ دی گئی ہے۔ یہ تازہ دم جرنیل یا تو جلد از جلد اپنی افواج کو افغانستان سے نکال لے جائے گا یا جاتے جاتے کوئی ”نیا چاند“ چڑھا جائے گا۔ اللہ نہ کرے استعماروں کو کوئی نیا کھیل کھیلنے کا موقع ملے!

گیارہ سال آمریت کے ذریعے حکومت کرنے کے بعد پرویز مشرف پونے پانچ سال کی خود ساختہ جلا وطنی کے بعد دوبارہ پاکستانی سرزمین پر موجود ہیں۔ انھوں نے جہاز سے باہر آتے ہی پاکستان کے بارے اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا کہ ”کیا یہ وہ پاکستان ہے جو

پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی جمہوری حکومت نے پانچ سال کی مدت پوری کی ہے۔ اس پانچ سالہ دور حکومت میں جو کچھ عوام کے ساتھ ہوا وہ ایک تاریخی المیہ ہے۔

پانچ سالہ دور حکومت میں مہنگائی، معیشت کے مسائل میں اضافہ، غیر یقینی امن وامان، امریکی تسلط میں شدت، ڈرون حملوں میں مظلوم پاکستانیوں کی شہادتیں، بجلی، بحران، گیس، پانی، تعلیم، پٹرول، اشیائے خوردنی کی قیمتوں میں بے پناہ اضافوں نے عوامی زندگی کو اجیران کیے رکھا۔

پاکستان کی قومی و صوبائی اسمبلیاں تحلیل ہو چکیں۔ وزیراعظم اور وزرائے اعلیٰ سمیت ان کی کابینا میں بھی تحلیل ہو کر سابق ہو چکیں۔ نگران وزیراعظم اور تمام صوبوں میں نگران وزرائے اعلیٰ براجمان ہو چکے اور نئی سبج سے حکومتی مشینری متحرک ہو چکی ہے۔

۱۱ مئی ۲۰۱۳ء نئے انتخابات کا دن ہے۔ ہمارے روایتی سیاست دان اور نئی ممکنہ آنے والی حکومت کی بوسونگھنے کی صلاحیت رکھنے والے سیاسی عناصر درجہ بہ درجہ سیاسی پارٹیوں میں شمولیت اختیار کر رہے ہیں۔ ایک پارٹی سے دوسری پارٹی جو آئن کرنا ان لوگوں کی مفاداتی سیاست ہوتی ہے۔

میڈیانے آج کی دنیا کو بڑا عقل مند بنا دیا ہے۔ آج ہمیں جن مسائل و مشکلات کا سامنا ہے۔ جن بحرانوں سے ہم گزر رہے ہیں ان سے چھٹکارے بارے ہر لیڈر اور پارٹی اپنے اپنے منشور کا اعلان کر رہی ہے۔

چھوٹی بڑی کئی پارٹیاں انتخابی میدان میں کود چکی ہیں۔ کاغذات نامزدگی بھی سیکڑوں کی تعداد میں جمع ہو چکے ہیں۔ الیکشن کمیشن نے کاغذات کی جانچ پڑتال کے عمل کا آغاز کر دیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے

میں پانچ سال قبل چھوڑ کر گیا تھا؟“

”آنکھ اپنی اپنی اور ذہن اپنا اپنا“ کے مصداق ریٹائرڈ جنرل پرویز مشرف کے دور میں ہی افغانستان کی سرزمین پر امریکی صدر کے ایک ٹیلی فون پر پاکستانی جرنیل بھیگی بلی کی طرح آنکھیں بند کر کے یوں بیٹھا کہ امریکی بحری بیڑے اس خطہ ارض پاک میں داخل ہوئے۔ افغانستان کی ایک پُر امن حکومت کو نائن الیون کے نام نہاد واقعے کی آڑ میں بموں کی برسات سے مسل کر رکھنے کی سعی نامتام کی اور ایک کھ پتلی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسی دور نامسعود میں پاکستان کی عفت مآب بیٹی عافیہ صدیقی کو امریکہ کے حوالے کیا گیا۔ اسی دور میں لال مسجد کا سانحہ ہوا۔ آئے روز ڈرون حملوں سے پاکستانی قبائلی علاقوں میں شہادتیں ہو رہی ہیں۔ امریکی ایجنٹ پاکستانی استحکام کے لیے خطرہ بنے رہے ہیں۔ بجلی جیسے نہ ختم ہونے والے بحران سے دوچار کرنے والا یہی نامشرف دور ہی تھا۔

میڈیا میں سارے حالات آرہے ہیں۔ الیکشن ۲۰۱۳ء کا زور و شور کاغذات نامزدگی جمع کرانے کے بعد کاغذات کی منظوری تک شروع ہو جائے گا۔

اب میدان انتخاب میں تلوار، تیر، شیر، ترازو، شاہین، میزائل، پتنگ، سائیکل، قلم، دوات، عینک، بیٹ وغیرہ پر معرکے ہوں گے۔ عوام کو سوچ سمجھ کر اپنا حق رائے دہی استعمال کرنا پڑے گا۔ مہنگائی کا عفریت جس طرح پنچے اٹھائے غربت کا خون کر رہا ہے۔ جس طرح روشنی کی جگہ اندھیروں کا راج ہو چلا ہے۔ اشیائے خوردنی (گوشت، دالیں، سبزیاں) غریب کی دسترس سے باہر ہو رہی ہیں۔ پاکستانی زمینوں کی سیرابی میں رکاوٹ بننے والے ملک بھارت کی ”مہربانی“ سے جس طرح اس کی تجارت کو پاکستانیوں نے سنبھالا دیا ہوا تھا۔ یہ سب باتیں مد نظر رکھ کر ہی آگے بڑھنا ہوگا۔

پاکستانی دریاؤں میں پانی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کے کھیت، کھلیان، بجز نظر آرہے ہیں۔ ہمارے ڈیم پانی سے خالی ہیں۔ قتل و غارت، ڈکیتیاں، چوریاں، کرپشن جیسے بڑے بڑے مسائل

کا سامنا ہے۔

اللہ کرے اقتدار کی کرسی اُن افراد کو ملے جو واقعی اللہ کے دین اور اس کی مخلوق کے خیر خواہ ہوں۔ مذہب اسلام کے لیے اخلاص رکھنے والوں کو اللہ کریم کامیاب کرے۔ آج ہر آدمی بجلی کے بلوں اور اشیائے ضروریہ کے لیے ہی توانائیاں صرف کر رہا ہے۔ ہر آدمی کو صحت بھی چاہیے، اس کے بچوں کو کپڑے، تعلیم، علاج معالجے، شادی، غمی و خوشی کے مواقع پر اخراجات بھی درکار ہوتے ہیں۔

آج دیکھا جائے تو کاروبار نہ ہونے کے برابر ہیں۔ بڑے بڑے عہدوں پر بیٹھنے والے اور اپنی اپنی حکومتوں کے مزے اڑانے والے خرمستیاں کر کے روانہ ہو چکے ہیں۔ اب نئے آنے والے بچے کچے پاکستان کی معیشت و صنعتوں کو سنبھالا دیں۔ مزدور کی مزدوری پوری کرنے کے لیے سوچیں، وقت بہت کم اور مسائل بہت زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم و کرم فرماتے ہوئے ہمیں نیک حکمران نصیب فرمائے، آمین یا رب العالمین۔

ضرورت رشتہ

بیٹی ایم فل زوالوجی/ پی ایچ ڈی بانیو سائنسز۔ عمر 29 سال، خوبصورت، قد آور، شرعی پردہ، پابند صوم و صلاۃ، معزز گھرانہ، باوقار زمیندار قبیلہ، شہر میں رہائش، دیہات میں زرعی رقبہ، دین و دنیا کی جملہ نعمتوں سے مالا مال خاندان۔ اہل حدیث خاندان کے پابند صوم و صلاۃ، پی ایچ ڈی/ ڈاکٹر/ لیکچرار/ انجینئر/ سول اور آرٹسرومز کے گزٹڈ آفیسر لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ صرف والدین/ سرپرست رابطہ کریں۔

الحمد ٹرسٹ پاکستان

0343-5588855

(مدرسۃ الحرمین)

الفیصل اسلامک سنٹر

وفاق المدارس السلفیہ سے ملحق

مرحلہ تعلیم

دینی تعلیم کے ساتھ
میٹرک سائنس
کرنے والا اقامتی ادارہ

عربی
انگلش
بول
چال
کے
ساتھ

- 1 پرائمری پاس بچوں کیلئے تین سال میں حفظ القرآن کے ساتھ ساتھ مڈل
- 2 حفظ القرآن کی تکمیل کرنے والے طلبہ کے لیے ایک سال میں منزل پختگی، تجوید + مڈل
- 3 مڈل پاس حفاظ وغیرہ حفاظ کیلئے میٹرک کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم (درس نظامی)
- 4 میٹرک پاس طلباء کیلئے ایف اے بی اے کے ساتھ دینی تعلیم (درس نظامی)

داخلہ

اپریل 2013 تک

15 جاری ہے

○ گروہ بندی سے بالاتر ہو کر خالص کتاب و سنت کی تعلیم ○ کردار ساز بہترین تعلیمی و تربیتی ماحول

○ قابل اور مشفق اساتذہ، خوبصورت لائبریری اور کمپیوٹر بنگ ○ تعلیم، قیام و طعام اور علاج کا

○ مستحق طلباء کے لئے مفت انتظام ○ آداب اسلامیہ اور ادعیہ مسنونہ کا خصوصی اہتمام ○ ماہرین تعلیم کی زیر نگرانی

آئیں

اپنے بچوں کو وہ تعلیم دلو آئیں جس سے ہم دنیا و آخرت میں اللہ کی رحمتوں کے حقدار بن سکیں دنیا کی رنگینی کے دھوکوں اور شیطانی چالوں اور دجالی فتنوں سے خود کو بھی اور اپنی اولادوں کو بھی بچائیں

جامع مسجد الفیصل

379- آر بلاک جوہر ٹاؤن لاہور

0331-4506014, noman_lakhvi@yahoo.com

مدیر الفیصل اسلامک سنٹر

نظم العبادۃ الخیر

الداعی العلمی